

# ضعیف احادیث غیر مقلدین کا عمل

مؤلف

حافظ سید واحد علی قادری  
استاذ جامعہ نظامیہ

# ضعيف احاديث پر غير مقلدين كا عمل

تاليف

حافظ سيد واحد علي قادري

استاذ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، الہند۔

☆ ناشر ☆

ابوالحسنات اسلامک ريسرچ سنٹر، حیدرآباد، تلنگانہ

☆☆☆ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆☆☆

- نام کتاب : ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل  
تالیف : حافظ سید واحد علی قادری، استاذ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، تلنگانہ۔  
طبع اول : ڈسمبر 2015ء، صفر المظفر 1437ھ  
کمپوزنگ : محمد یوسف اشرفی نظامی 09700718834  
تعداد اشاعت : دو ہزار -/2000  
صفحات : 64  
قیمت : -/50  
ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد، تلنگانہ

☆☆☆ ملنے کا پتہ ☆☆☆

- ✽ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن  
✽ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد  
✽ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد  
✽ شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن، شبلی گنج، حیدرآباد  
✽ عرش کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد  
✽ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات  
✽ 8-15-85/A/1، محمدیہ کالونی، وٹے پلی، فلک نما، حیدرآباد۔

رابطہ: 08143550232

﴿فہرست مضامین﴾

24	محدثین کا فیصلہ	5	﴿تقریب شیخ الجامعہ﴾
24	غیر مقلدین کا عمل	6	﴿تقریب شیخ الحدیث﴾
25	﴿مؤذن اقامت کہے گا یا کوئی اور؟﴾	7	﴿تقریب شیخ الفقہ﴾
26	محدثین کا فیصلہ	9	﴿عرض مؤلف﴾
27	غیر مقلدین کا عمل	14	﴿کیا رنگ بوزہ بدلنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے؟﴾
27	﴿سات (7) مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت﴾	14	محدثین کا فیصلہ
28	محدثین کا فیصلہ	15	غیر مقلدین کا عمل
29	غیر مقلدین کا عمل	15	﴿وضو میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم﴾
31	﴿کیا امام کو صف کے درمیانی حصہ میں ٹھہرنا سنت ہے؟﴾	16	محدثین کا فیصلہ
32	محدثین کا فیصلہ	17	غیر مقلدین کا عمل
32	غیر مقلدین کا عمل	17	غیر مقلدین کا دوہرا معیار
33	﴿عیدین کے خطبے دو یا ایک؟﴾	20	﴿اذان کے لئے وضو کا حکم﴾
33	محدثین کا فیصلہ	21	محدثین کا فیصلہ
34	غیر مقلدین کا عمل	21	غیر مقلدین کا عمل
35	﴿کیا سامان تجارت کی زکوٰۃ واجب ہے؟﴾	22	﴿کیا پٹی پر مسح جائز ہے؟﴾

47	﴿کیا قرض پر فائدہ سود ہے؟﴾	36	محدثین کا فیصلہ
47	محدثین کا فیصلہ	37	غیر مقلدین کا عمل
48	غیر مقلدین کا عمل	37	﴿مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزوں کی فضیلت﴾
49	﴿کیا مزدور کی مزدوری پہلے طے کرنا ضروری ہے؟﴾	38	محدثین کا فیصلہ
50	محدثین کا فیصلہ	39	غیر مقلدین کا عمل
51	غیر مقلدین کا عمل	39	﴿کیا حج فرض ہونے کے لئے توشہ اور سواری شرط ہے؟﴾
52	﴿قرض ادا نہ کیا جائے تو کیا رہن کی ملکیت ختم ہو جائے گی؟﴾	40	محدثین کا فیصلہ
53	محدثین کا فیصلہ	41	غیر مقلدین کا عمل
54	غیر مقلدین کا عمل	42	﴿کیا ادھار کے بدلہ ادھار فروخت کرنا جائز ہے؟﴾
55	﴿غیر مقلدین اور قیاس﴾	43	محدثین کا فیصلہ
56	﴿غیر مقلدین کے دیگر دلائل﴾	44	غیر مقلدین کا عمل
57	﴿غیر مقلدین اور تقلید﴾	44	﴿کیا بیعناہ سوخت کرنا جائز نہیں؟﴾
59	﴿غیر مقلدین اصحاب کے لئے دعوتِ فکر﴾	45	محدثین کا فیصلہ
61	﴿مصادر و مراجع﴾	46	غیر مقلدین کا عمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زین الفقہاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ  
شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ ورکن معزز مسلم پرسنل لاء بورڈ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء

والمرسلين وعلى آله الطيبين واصحابه الاكرمين اجمعين اما بعد

سلف سے مسلمانوں میں ”فقہ“ کے چار ائمہ کے مذاہب پر عمل چلا آ رہا ہے اور اس پر اہل سنت و جماعت کا اجماع بھی ہے، لیکن حالیہ عرصہ میں طبقہ اہلحدیث جو فقہ کا منکر ہے ائمہ فقہ پر اور ان کے مذاہب پر بے جا اعتراضات و تنقیدوں کا سلسلہ شروع کیا اور عامۃ المسلمین میں انتشار پیدا کر رہا ہے، عوام کو یہ لوگ غلط باور کر رہے ہیں کہ ہم صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی لوگ یا تو خلاف حدیث عمل کر رہے ہیں یا ضعیف روایات پر عمل کر رہے ہیں، اس لئے ان مذاہب کو چھوڑ کر اہل حدیث کے طریقہ کو اپنانا ہی حق ہے۔ ان کے رد میں علماء سلف نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور ان کے ہر اعتراض کا مدلل جواب دیا، لیکن وہ اپنے طریقہ پر اڑے ہوئے ہیں۔

عزیز القدر مولوی سید واحد علی صاحب استاذ جامعہ نظامیہ نے ایک مختصر کتاب تالیف کی جس میں ”اہل حدیث“ کے ان طریقوں کو واضح کیا جہاں وہ ضعیف روایت پر عمل کر رہے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَمْ تَقُولُوا مَا آلا تَفْعَلُونَ﴾ جب خود صحیح احادیث پر عمل کا دعویٰ کرتے ہوئے ضعیف روایت پر عمل کر رہے ہیں تو دوسروں پر اعتراض کا کیا حق ہے؟ قطع نظر اس کے کہ ائمہ فقہ کے پاس وہ روایات ضعیف ہیں یا نہیں، یہ کتاب عامۃ المسلمین کے لئے ”اہل حدیث“ کے مذاہب کو سمجھنے کا فائدہ دیتی ہے اور اس سے ائمہ اربعہ کے مذاہب کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں، ان کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو مفید عام بنائے۔

امين بجاہ سيد الانبياء والمرسلين صلى الله عليه وآله وصحبه

وبارك وسلم.

۲۸  
۲۰۱۵/۱۱

اشرف العلماء عمدة الحدیث حضرت العلامة مولانا محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ  
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ و بانی المعهد الدینی العربی

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء

والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

کتاب ”ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل“ مفید کتاب ہے، اس میں مذہبی تعصب پسند ذہنیت کی اصلاح کی ایک کامیاب کوشش ہے، مذاہب اربعہ اہل سنت و جماعت پر بارہ سو سال پہلے اعتراضات کرنے والوں کی جانب سے پیدا کئے گئے ہر شبہ کا علماء اہل سنت نے ازالہ کیا، آج وسائل علم کی فراوانی کی دنیا میں اہل دنیا نے اسلام کی حقانیت ظاہری و باطنی آنکھوں سے دیکھ لی، اسی طرح شریعت بیضاء میں ائمہ اربعہ کی امامت اور ان کے مذاہب کی حقانیت بھی ہر آنے والے دن دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، شرق و غرب میں جو داخل اسلام ہوتے ہیں وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہو رہے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ مذہب حنفی بطور خاص ”الدین یسر“ کا کامل نمونہ ہے اور ائمہ اربعہ کی بنیاد قرآن مجید اور صحیح احادیث ہیں، اس کے باوجود غیر مقلد اصحاب کیوں اس حقیقت کو نہیں سمجھتے؟

فاضل مؤلف مولانا سید واحد علی صاحب استاذ جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے جو کتاب لکھی ہے وہ ”غیر مقلد اصحاب“ جو ائمہ اربعہ کے مذاہب سے اختلاف اور اختلاف کی محاذ آرائی کو اپنا مقصد بنائے ہوئے ہیں ان کے لئے درس فکر ہے، نماز کے چند مسائل کی مستدل احادیث کو ضعیف قرار دینا، غیر مقلد اصحاب کا مقصد علم و حیات ہے، جن احادیث کی صحت کو محدثین و علماء حق نے ثابت کر دیا ہے جب کہ زندگی کے سینکڑوں معاشی، معاشرتی، سیاسی، سماجی مسائل بہت سی ضعیف احادیث پر قائم ہیں، بہر حال ہم ان غیر مقلد اصحاب سے امید کرتے ہیں کہ وہ ثابت شدہ حق کو ضعیف و باطل قرار دینے کی کوشش کے بجائے اپنی اس کوشش کو اشاعت اسلام میں صرف کریں، اللہ توفیق خیر عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ والہ وصحبہ اجمعین.

احمد

حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين  
وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين لا سيما الخلفاء  
الراشدين المهديين ومن والاھم وتبعھم باحسان اجمعين الى يوم الدين اما بعد  
اسلامی قانون کے دو اہم اور بنیادی مصادر قرآن کریم اور احادیث شریفہ ہیں، جبکہ  
اجماع امت اور قیاس واجتہاد کتاب وسنت ہی سے ماخوذ مراجع ہیں، ائمہ فقہ واجتہاد نے اپنی  
خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نہایت ہی جاں سوزی وعرق ریزی سے مسائل کا  
استخراج واستنباط فرمایا ہے، ان کے مابین فروعی مسائل میں واقع اختلاف نفسانیت وعناد کی بناء  
پر نہ تھا بلکہ تحقیق واجتہاد کی بنیاد پر تھا، اسی لئے محدثین کرام وصالحین امت نے مدارک  
اجتہاد کے پیش نظر واقع فقہی اختلاف کے باوصف ان حضرات کی عظمت ورفعت، علو منزلت،  
اخلاص اور للہیت کا اعتراف کیا اور اپنی عقیدت ومحبت کو ان سے وابستہ رکھا، آج بھی علمی دیانت  
کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے ائمہ اربعہ کے پیروکار حضرات اپنے امام متبوع کی تحقیقات  
سے مکمل طور پر استفادہ کرتے ہیں، ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کرام کا احترام، بجالاتے ہیں اور ان کی  
للہیت و اخلاص میں ادنیٰ درجہ کا بھی شبہ نہیں کرتے، البتہ بعض وہ اصحاب جو صحیح حدیث پر عمل کا  
دعویٰ کرتے ہیں اور مختلف مسائل میں ضعیف احادیث پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ قیاس  
واقوال اہل علم سے بھی استدلال کرتے ہیں، اپنی اس روش کے باوجود ائمہ اربعہ کی تحقیقات پر  
عمل کرنے کو بدعت وضلالت سے تعبیر کرتے ہیں، بعض تو اس کو شرک کی حدوں تک پہنچا دیتے  
ہیں العیاذ باللہ، بطور خاص امام الائمة سراج الامامة امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی  
تحقیقات اور حدیثی مستدللات کو ضعیف بلکہ موضوع تک قرار دیتے ہیں اور یہ باور کرواتے ہیں  
کہ وہ قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں اور احناف کا عمل ضعیف احادیث پر ہے؛ حالانکہ  
اکابر فقہاء ومحدثین نے پوری تحقیق کے ساتھ واضح کر دیا کہ امام اعظم کے مستبطل مسائل قرآن  
کریم، صحیح وحسن، معتبر اور مستند احادیث شریفہ وآثار مبارکہ سے ماخوذ ہیں۔

ماضی قریب کے بزرگوں میں حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی  
رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نظامیہ نے ”حقیقت الفقہ“ میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس پر گفتگو  
فرمائی اور حضرت کے اجلہ تلامذہ میں زبدۃ العارفین حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی



مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے ”زجاجۃ المصانح“ تالیف فرمائی اور اس میں امام اعظم کی مستدل احادیث شریفہ و آثار مبارکہ کو عملی و فنی مباحث کے ساتھ جمع فرمایا جو متلاشی حق کے لئے ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، غلط فہمی کا شکار بہت سے افراد ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد اعتدال کی روش پر چلتے ہوئے اپنی اصلاح کر چکے اور قبول حق میں اپنے نفس کو آنے نہ دیا؛ لیکن کچھ دنوں سے بعض اصحاب بڑی شدت کے ساتھ پُر امن ماحول کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جا بجا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ہم ”اہل حدیث“ حدیث صحیحہ پر عمل کرتے ہیں اور احناف ضعیف و بے بنیاد روایات پر عمل کرتے ہیں۔

چنانچہ فاضل گرامی مولانا مفتی حافظ سید واحد علی قادری حفظہ اللہ تعالیٰ استاذ جامعہ نظامیہ نے نہایت ہی سنجیدہ اسلوب اور سادہ زبان میں کتاب ”ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل“ تالیف فرمائی، فاضل گرامی کو اپنے دروس و محاضرات کے درمیان ایسے نوجوانوں سے اتفاق ہوتا رہا جو معلومات کی کمی کے باعث پروپیگنڈہ کا شکار ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ ”غیر مقلد اصحاب“ متعدد مسائل میں خود ضعیف احادیث پر عمل کرتے ہیں جن کو ان ہی کے اہل علم نے ضعیف کہا، ہمارا مقصود کسی کو شرمسار کرنا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے کہ انصاف کی میزان میں اپنے طریقہ کار کا جائزہ لیا جائے۔

مؤلف کتاب حفظہ اللہ ایک محقق، جید الاستعداد عالم و فاضل ہیں، درس و تدریس، تصنیف تالیف کے ذریعہ اشاعتِ علم دین میں مشغول ہیں، موصوف نے غلط فہمی کے ازالہ کی غرض سے ان ہی اصحاب کی معتبر کتب و فتاویٰ اور رسائل سے چند مسائل درج کئے، ان کی مستدل احادیث شریفہ کی نسبت محدثین کرام، بشمول ”غیر مقلد“ اہل علم نے جو ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے بتلا کر حکمت و موعظت کے ساتھ دیانت و انصاف کی دعوت دی ہے، علمی ذوق رکھنے والوں کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ فاضل مؤلف کی یہ کتاب کتنی وقیع اور عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعاء ہے کہ اس تالیف کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور رہروانِ حق کے لئے شمع فروزاں بنائے، اور انہیں بیش از بیش خدمتِ دین متین کی توفیق نصیب فرمائے۔

امین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ

و بارک وسلم.



## عرض مؤلف

حضرت شیخ الاسلام امام اہل سنت عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ کی تحریرات و تصنیفات میں غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات دینے کا نمونہ ملتا ہے، حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے غیر مقلدین کے رد میں حقیقۃ الفقہ (دو جلدیں) تصنیف کی اور فقہ پر ہونے والے تمام اعتراضات کا اطمینان بخش جواب دیا، احقر کو جامعہ نظامیہ میں اپنے مشفق اساتذہ و شیوخ سے یہ فکر صحیح نصیب ہوئی۔

استاذ گرامی قدر حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے اپنی تصنیف ”بیس رکعات تراویح“ تحقیق و تجزیہ“ کے آخر میں تین ضعیف احادیث ذکر فرمائیں:

- (1) نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی والی روایت،
- (2) زکوٰۃ کے نصاب پر سال گزرنے کی روایت اور
- (3) سونے کے نصاب کی مقدار سے متعلق روایت۔

ان روایتوں کی بابت محدثین کی تصریحات اور ائمہ جرح و تعدیل کے فیصلہ جات کے ذریعہ ثابت کیا کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں؛ حالانکہ غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں، اس کتاب کی 2008ء سے 2011ء تک تین مرتبہ طباعت ہو چکی ہے۔

15 اپریل 2012ء جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں عظیم الشان سیمینار ”علمی مذاکرہ بعنوان حدیث سیمینار“ کا کامیاب انعقاد ہوا تھا، اس سیمینار میں دیگر اہم موضوعات کے ساتھ ایک موضوع ”حدیث ضعیف اور اس کے احکام“ حضرت شیخ الفقہ کے سپرد تھا، جس میں آپ نے ضعیف حدیث سے متعلق نہایت شرح و بسط کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے، مقالہ کے آخر میں تین ضعیف روایتیں نقل کیں:

- (1) عقیدہ توحید کی تفصیلات سے متعلق روایت (حدیث اُو عال)
- (2) مساجد میں نکاح کرنے سے متعلق روایت
- (3) کلمات اذان ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے کی روایت،

اور بتلایا کہ ان ضعیف روایتوں پر غیر مقلدین کا عمل ہے۔

احقر نے ارادہ کیا کہ ان چھ ضعیف روایتوں کے علاوہ ایسی ہی کچھ اور ضعیف روایتیں جمع کی جائیں جن پر غیر مقلدین کا عمل برقرار ہے؛ تاکہ اہل سنت کے افراد بطور خاص وہ نوجوان جو غیر مقلدین سے متاثر ہو رہے ہیں، انہیں حقیقت معلوم ہو کہ غیر مقلدین معروف بہ ”اہلحدیث“ صحیح کے ساتھ ضعیف پر بھی عمل کرتے ہیں، غیر مقلدین میں سنجیدہ طبیعت و حق پسند حضرات غور کریں اور تقلید کا انکار کرنے کے سلسلہ میں نظر ثانی فرمائیں یا کم از کم مقلدین سے نفرت ظاہر کر کے ماحول کو مکدر نہ کریں۔

ان ضعیف روایتوں کو لکھنے کا مقصد صرف غیر مقلدین کا ضعیف احادیث پر عمل بتلانا ہے، فقہاء احناف اور دیگر تین معروف فقہی مذاہب کے فقہاء کسی ضعیف روایت کو اختیار کرتے ہیں تو ضعیف روایت کے ساتھ ان کے پاس دیگر دلائل ہوتے ہیں جو قرآن کریم یا حدیث پاک ہی سے ماخوذ و مستفاد ہیں جیسے قیاس، استحسان وغیرہ، اس کتاب میں ان دلائل کو ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے کہ اہل سنت و جماعت کے پاس تقلیدِ مسلم ہے، مقلدین از خود قرآن و حدیث سے استدلال نہیں کرتے بلکہ اہل بصیرت و اصحاب اجتہاد ائمہ کی تقلید کرتے ہیں اور ائمہ مجتہدین نے مسائل کے استنباط و استخراج میں قرآن و حدیث پر عمل کیا اور دیگر ضمنی اور ذیلی دلائل کو بھی اختیار کیا، جبکہ ضمنی دلائل کی اساس و بنیاد قرآن و حدیث ہی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے بصیرت افروز اور چشم کشا تحریر سپردِ قسطاس کی ہے، فقہ حنفی سے متعلق امام بخاری کے اساتذہ و شیوخ اور دیگر بڑے بڑے محدثین کے تاثرات بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

”پھر اس جم غفیر کے اخبار کے وثوق پر یہ کیوں نہ کہا جائے کہ جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ کے مخالف ہیں دراصل ان احادیث صحیحہ کے موافق ہیں، جو امام بخاری وغیرہ متاخرین کو نہیں پہنچیں، پہنچیں بھی تو ضعیف بن کر۔ ان حضرات کے زمانہ میں وہ سب صحیح اور واجب العمل تھیں۔ غرضکہ بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صحیح بنانے والے

حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابق احادیث کہہ رہے ہیں تو بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والوں کو اس بات کا ظن غالب ہونا ضرور ہے کہ فقہ حنفیہ واجب العمل ہے۔

(حقیقۃ الفقہ، ج 2، ص 79/80)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل کی بنیاد صحیح احادیث ہیں اس لئے کہ آپ کا زمانہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہے جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تھیں جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا:

”اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں تحقیق حدیث خوب ہوئی، مگر باقتضائے زمانہ

اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردست چھ لاکھ سے زیادہ حدیثیں جن کی صحت امام احمد کے نزدیک مسلم تھی، ضعیف ہو گئیں۔“ (حقیقۃ الفقہ، ج 2، ص 211)

تقلید کی برکت یہ ہے کہ ہم مقلدین، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کی کم واسطوں والی احادیث پر عمل کرنے والے ہیں اور بعد کے زمانہ میں احادیث پر آنے والا ضعف ہمارے لئے نقصان دہ نہیں، اس کے برخلاف غیر مقلدین نے زیادہ واسطوں والی احادیث پر عمل کیا، اور صرف صحیح حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ تو کیا لیکن ضعیف احادیث پر بھی عمل کرنے لگے، اس کے باوجود انہوں نے حضرات مقلدین پر ہی ضعیف حدیث پر عمل کا الزام عائد کیا، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ”ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل“ بتلایا جائے تاکہ ان کے دعوے کا بطلان ظاہر ہو جائے اور صحیح احادیث پر اُن کے عمل کی حقیقت مسلمانوں کے سامنے آئے اور اُن میں سے حق پسند افراد حق کو قبول کر لیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو خیر کی توفیق نصیب فرمائے، اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال پر ثابت قدم رکھے اور اس کتاب کو ذخیرہ آخرت بنائے، آمین بجز النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

و على آله وصحبه اجمعين

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم و حدیث شریف اسلامی قانون کی بنیاد ہیں، قرآن شریف قطعی دلیل ہے اور احادیث شریفہ فی نفسہ قطعی ہیں اور مختلف اعتبارات سے اس میں درجہ بندی ہے، حدیث شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہونے کی حیثیت سے قطعی ہے اور ہم تک پہنچنے کے لحاظ سے اس کے درجے بنتے ہیں، صحیح حدیث، حسن حدیث اور ضعیف حدیث، اور پھر ان تین کی کئی اقسام ہیں، محدثین نے صحیح اور حسن کو احکام میں دلیل قرار دیا ہے اور ضعیف حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ فضائل میں قبول کی جاتی ہے اور چند صورتوں میں احکام کے لئے بھی مقبول ہے، احکام میں مکمل طور پر دلیل نہیں بنتی۔

غیر مقلدین کا یہ نظریہ ہے کہ صحیح حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے، ضعیف حدیث پر عمل درست نہیں اور ضعیف حدیث ہرگز دلیل نہیں بنتی۔ کسی مسئلہ میں کوئی حدیث بیان کی جائے تو غیر مقلدین یہ کہہ کر اُسے قبول نہیں کرتے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، حالانکہ محدثین کے درمیان کسی حدیث کو ضعیف کہنے میں اختلاف ہوتا ہے اس کے باوجود محدثین نے مختلف صورتوں میں ضعیف حدیث کو دلیل شمار کیا ہے، پھر بھی غیر مقلدین کسی حدیث کو ضعیف کہنے میں سختی سے کام لیتے ہیں اور بڑی جرأت مندی کے ساتھ حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں اور ضعیف حدیث کے بارے میں اُن کا یہ نظریہ ہے کہ اس سے کسی قسم کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

غیر مقلد افراد کسی حدیث کو ضعیف یا صحیح کہنے سے متعلق شیخ البانی پر بڑا اعتماد کرتے ہیں اور احادیث شریفہ پر حکم لگانے میں انہی کی تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں یہاں تک کہ امام ترمذی اور امام ابوداؤد جیسے جلیل القدر محدثین و اساطین علم حدیث کی تحقیق کو شیخ البانی کی تحقیق کی وجہ سے نظر انداز کرتے ہیں، تیسری صدی ہجری کے یہ حضرات ایسے جلیل القدر

اور اکابر محدثین ہیں جن کی جلالتِ شان پر دنیائے علم متفق ہے، علمِ حدیث میں ان کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور پانچویں و چھٹی صدی ہجری کے امام بیہقی و علامہ ابن جوزی جیسے محدثین ان حضرات کی امامت و پیشوائی کے قائل ہیں، جبکہ شیخ البانی نے علمِ حدیث کے مسلمہ اصول کی خلاف ورزی کی ہے اور احادیث پر حکم لگانے میں تضاد بیانی سے کام لیا ہے، شیخ البانی کی ایک تحقیق انہی کی دوسری تحقیق سے ٹکراتی ہے اسی لئے محقق علماء نے شیخ البانی کی تحریرات و تحقیقات کو تضاد و ٹکراؤ کا شکار قرار دیا ہے۔

اس کتاب میں چند ایسی ضعیف احادیث ذکر کی جا رہی ہیں جن پر غیر مقلدین نے عمل کیا ہے، حالانکہ وہ روایتیں ضعیف ہیں، ایک طرف غیر مقلدین نے صحیح اور حسن کے درجے کی احادیث شریفہ کو ضعیف کہہ کر ”نا قابل قبول“ قرار دیا ہے، تو دوسری طرف ”نہایت ضعیف“ روایتوں کو بھی عمل کے لئے اختیار کیا اور اس سے احکام ثابت کئے، جبکہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کرنا صحیح حدیث پر عمل کرنے کے دعویٰ کو جھٹلاتا ہے۔

کسی حدیث یا کسی راوی کو ضعیف کہنے میں محدثین کا اختلاف ہوا کرتا ہے اس لئے ایک ہی حدیث کسی محدث کی تحقیق میں صحیح ہوتی ہے اور دوسرے محدث کی تحقیق میں ضعیف ہوتی ہے، یہاں صرف ایسی ضعیف روایتوں کو ذکر کیا جا رہا ہے جن کے ضعیف ہونے پر مقلد علماء و غیر مقلد علماء کا اتفاق ہے، جن روایتوں کو یہاں ذکر کیا جائے گا، غیر مقلدین کی اختیار کی ہوئی ضعیف احادیث اتنی ہی نہیں ہیں، بلکہ ان ضعیف روایتوں کی بہت بڑی تعداد ہے جن پر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں اور اسی پر عمل کرنے کے پابند ہیں، اس کتاب میں صرف نمونہ کے طور پر عبادات اور معاملات سے متعلق چند روایتیں ذکر کی جائیں گی۔

ان ضعیف روایتوں کو پڑھنے اور غیر مقلدین کا عمل معلوم کرنے کے بعد یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ غیر مقلدین نے صحیح حدیث پر عمل کا صرف دعویٰ کیا ہے؛ لیکن ضعیف احادیث پر بھی عمل کیا ہے، غیر مقلدین کی کتابیں، فتاویٰ، ان کی تحریریں گواہی دیتی ہیں کہ انہوں نے ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے اور کر رہے ہیں۔

﴿کیا رنگ، بو، مزہ بدلنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے؟﴾

پاک پانی میں کسی ناپاک چیز کے گرنے سے اس کا کیا حکم ہوگا، اس سلسلہ میں سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الماء لا ینجسه شیء الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ.

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر اس وقت جب وہ پانی کی بو، مزہ اور رنگ پر غالب آجائے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارة، باب الحیاض، حدیث نمبر: 521)

فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ وہ دردہ پانی یا بہتے پانی میں کوئی ناپاک چیز گر جائے اور اس کی وجہ سے رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی ایک وصف بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

محدثین کا فیصلہ

اس حدیث پاک کی سند کے بارے میں تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ ضعیف ہے، چنانچہ غیر مقلدین کے معتمد علیہ عالم قاضی شوکانی (متوفی 1250ھ) نے اس حدیث پاک کے ضعیف ہونے سے متعلق امام شافعی، امام دارقطنی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال بیان کئے ہیں:

وقال الشافعی لا یثبت اهل الحدیث مثله وقال الدارقطنی لا یثبت

هذا الحدیث وقال النووی اتفق المحدثون علی تضعیفہ.

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محدثین اس جیسی روایت کو ثابت نہیں

مانتے، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا: محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا ہے۔

(نیل الأوطار، کتاب الطہارۃ، ابواب المیاء، باب حکم الماء اذا لاقتہ النجاسة)

## غیر مقلدین کا عمل

عالم عرب کے مشہور غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین (متوفی 1421ھ) نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

وهذا الحديث وان كان ضعيفا من حيث السند واكثر اهل العلم لا يثبتونه مرفوعا الى النبي صلى الله عليه وسلم بل قال النووي اتفق المحذون على تضعيفه لكنه في الحقيقة صحيح من حيث المعنى.

ترجمہ: یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور اکثر اہل علم اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع نہیں مانتے بلکہ امام نووی نے کہا کہ محدثین نے اس کو ضعیف کہنے پر اتفاق کیا ہے، لیکن یہ حدیث معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، جواب نمبر: 8)

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو اور معنی کے اعتبار سے صحیح ہو؟ جبکہ صحیح اور ضعیف کے درمیان فرق کے لئے کسوٹی سند کا صحیح ہونا ہی ہے، جب قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں اور حدیث سند کے اعتبار سے ہی ضعیف ہے تو غیر مقلدین کا اس کے معنی کو صحیح قرار دینا کیسے درست ہوگا؟

جس روایت کو محدثین نے بالاتفاق ضعیف قرار دیا ہے، صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے اُس پر عمل کیا ہے اور اُسی ضعیف روایت کے مطابق فتویٰ جاری کیا ہے۔

## ﴿وضو میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم﴾

وضو میں ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق حدیث پاک ہے:

عن رباح بن عبد الرحمن بن ابی سفیان بن حویطب عن جدته عن



ابیہا قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.

ترجمہ: حضرت رباح بن عبد الرحمن اپنی دادی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اُس شخص کا وضو نہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو۔

(جامع الترمذی، ابواب الطہارة، باب فی التسمیة عند الوضوء، حدیث نمبر: 25)

فقہاء کرام نے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت قرار دیا ہے۔

### محدثین کا فیصلہ

مذکورہ حدیث پاک سے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا:

لا اعلم فی هذا الباب حدیثا له اسناد جيد.

ترجمہ: میں وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی ایسی حدیث نہیں جانتا جو سندِ جید سے مروی ہو۔

(جامع الترمذی، ابواب الطہارة، باب فی التسمیة عند الوضوء، حدیث نمبر: 25)

وضو میں ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا:

ولا شك ان الاحادیث التی وردت فیہا وان كان لا یسلم شیء منها عن مقال فانها تتعاضد لكثرة طرقها وتکتسب قوة واللہ اعلم.

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ وضو میں ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق جو احادیث آئی ہیں، اگرچہ ان میں سے کوئی حدیث ضعیف سے خالی نہیں لیکن وہ احادیث سندیں زیادہ ہونے کی وجہ سے مضبوط ہو جاتی اور قوت پاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

(مرقاة المفاتیح، کتاب الطہارة، باب سنن الوضوء)

## غیر مقلدین کا عمل

معروف غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے، اس کے باوجود انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا اور اس سے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت قرار دیا جیسا کہ وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے متعلق سوال کے جواب میں لکھا ہے:

هذا الحديث اعلمه العلماء وقالوا انه لا يثبت كما قاله احمد رحمه الله وجماعة ولهذا قالوا يستحب فقط لأن مجموع الاحاديث يشد بعضها بعضا فيؤخذ منها السننية أما السننية فلا شك فيها.

ترجمہ: اس حدیث کو علماء حدیث نے ضعیف قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں، جیسا کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی جماعت نے فرمایا، اسی لئے علماء نے کہا کہ وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا صرف مستحب ہے؛ کیونکہ بعض حدیثیں بعض کو قوت دے رہی ہیں اور ان مجموعی احادیث سے سنت ہونے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت کہنے میں کوئی شک نہیں۔

(فتاویٰ نور علی الدرب لابن باز، بعناية الشويخ، كتاب الطهارة، باب في فرائض

الوضوء، حكم التسمية عند الوضوء)

## غیر مقلدین کا دوہرا معیار

ایک طرف وضو کے موقع پر بسم اللہ پڑھنے کو غیر مقلدین ضعیف روایت سے استدلال کر کے سنت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں“ اور دوسری طرف حیض والی عورت کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت دیتے ہیں اور ممانعت والی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

لا تقراً الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن.

ترجمہ: حیض والی عورت اور جنابت والا شخص کچھ بھی قرآن کریم نہ پڑھے۔

(جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الجنب والحائض انها لا یقرءان

القرآن، حدیث نمبر: 131. سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی قراءۃ القرآن علی

غیر طہارۃ، حدیث نمبر: 595)

یہ روایت مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے اور تمام سندیں ضعیف ہیں، لیکن

سندوں کی کثرت کی وجہ سے یہ روایت بھی وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی روایت کی طرح

قوت والی ہو جاتی ہے، جیسا کہ وہی ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا:

والحاصل أن جمهور العلماء على الحرمة اذ هي اللاتقة بتعظیم

القرآن ويكفي في الدلالة عليها الاحاديث الكثيرة المصرحة بها وان

كانت كلها ضعيفة لان تعدد طرقها يورثها قوة اى قوة وترقيها الى درجة

الحسن لغيره وهو حجة في الأحكام فالحق الحرمة اذ هي الجارية على

قواعد الأدلة لا الحل وان كان هو الاصل كذا ذكره ابن حجر.

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حائضہ عورت کے لئے

تلاوت قرآن حرام ہے؛ کیونکہ یہی حکم قرآن کریم کی تعظیم کے لائق ہے اور حرمت پر

داللت کرنے کے لئے وہ بہت سی روایتیں کافی ہیں جو حرمت کو واضح بیان کر رہی ہیں،

اگرچہ وہ روایتیں ضعیف ہیں، اس لئے کہ سندوں کا متعدد ہونا احادیث کو بہت مضبوط

کر رہا ہے اور اسے ”حسن لغیرہ“ کے درجہ پر پہنچا رہا ہے، جو احکام میں حجت ہے تو درست

بات یہی ہے کہ حیض والی عورت کے لئے تلاوت قرآن حرام ہے؛ کیونکہ حائضہ عورت

کے لئے تلاوت کی حرمت ہی دلائل کی بنیادوں پر قائم ہے نہ کہ تلاوت کا جواز، اگرچہ وہ

اصل ہے، اس کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

لیکن مجموع فتاویٰ ابن باز میں ہے:

أما حديث لا تقرأ الحائض شيئاً من القرآن فهو حديث ضعيف لا تقوم به الحجة والارجح أنه لا حرج عليها يعني الحائض ان تقرأ عن ظهر قلب.

ترجمہ: اب رہا یہ حدیث کہ ”حائضہ عورت کچھ بھی قرآن نہ پڑھے“ تو یہ ضعیف حدیث ہے جس سے دلیل قائم نہیں ہوتی، صحیح یہ ہے کہ حائضہ عورت کے لئے زبانی تلاوت کرنے میں حرج نہیں۔

(مجموع فتاویٰ ابن باز، کتاب الطہارۃ، باب الحيض والنفاس، حکم قراءة الحائض

للقرآن)

اس کے برخلاف غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری (متوفی 1353ھ) نے اعتراف کیا ہے کہ حائضہ عورت کے لئے تلاوت جائز نہیں، چنانچہ لکھا ہے:

والحديث يدل على انه لا يجوز للجنب ولا للحائض قراءة شيء من القرآن.

ترجمہ: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت کے لئے تھوڑا سا قرآن کریم تلاوت کرنا بھی جائز نہیں۔

(تحفة الأحمدي شرح جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الجنب

والحائض انهما لا يقرءان القرآن، حدیث نمبر: 131)

شارح صحیح بخاری صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے حائضہ عورت کی تلاوت کے جائز ہونے سے متعلق روایتوں کے بارے میں لکھا:

ولم يصح عند المصنف شيء من الأحاديث الواردة في ذلك وان

كان مجموع ماورد في ذلك تقوم به الحجة عند غيره.

ترجمہ: مصنف (امام بخاری) علیہ الرحمۃ کے پاس اس سلسلہ میں وارد احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اگرچہ دوسرے محدثین کے پاس ان روایتوں کے مجموعہ سے حجت قائم ہوتی ہے۔

(فتح الباری، کتاب الغسل، باب تقضی الحائض ای تؤدی المناسک کلھا الا الطواف)

اس سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ غیر مقلدین نے کئی سندوں سے منقول ایک ”ضعیف حدیث“ کو دلیل قرار دیا اور اُس سے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو ”سنت“ مان لیا، اس کے برخلاف کئی سندوں سے روایت کی گئی ایک اور ”ضعیف حدیث“ کو انہوں نے دلیل نہیں کہا اور اس حدیث میں حائضہ عورت کے لئے تلاوت کی ممانعت کے باوجود نہ اسے ”حرام“ کہا، نہ ”مکروہ“، بلکہ یہ لکھا کہ حیض والی عورت تلاوت کر سکتی ہے حالانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری نے اسے دلیل قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف احادیث کو غیر مقلدین نے کسی جگہ دلیل بنایا ہے اور کسی جگہ مکمل طور پر ناقابل استدلال قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک ہی قسم کی دو روایتوں میں سے ایک کے ذریعہ حکم ثابت کرنا اور دوسری کے ذریعہ کوئی حکم ثابت نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ یہی کہ غیر مقلدین نے ضعیف احادیث سے متعلق دوہرا معیار اختیار کیا ہے۔

﴿اذان کے لئے وضو کا حکم﴾

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤذن الا متوضئ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: با وضو شخص ہی اذان کہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی کراهیة الاذان بغير وضوء، حدیث

نمبر: 200)

اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے کہا کہ اذان کے وقت با وضو رہنا مستحب ہے۔

### محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری (متوفی 1353ھ) نے لکھا:

ضعیف من وجهین.

ترجمہ: یہ حدیث دو وجوہات کی بنیاد پر ضعیف ہے۔

(تحفة الاحوذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی کراهیة الاذان بغير وضوء، حدیث نمبر: 200)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، باب الاذان والاقامة، حدیث نمبر: 222)

### غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین نے با وضو اذان کہنے کو افضل لکھا ہے، اس کے لئے کوئی صحیح حدیث نقل نہیں کی سوائے اوپر ذکر کی گئی ضعیف روایت کے، جس کے ضعیف ہونے کے وہ بھی قائل و معترف ہیں، غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے اپنے فتویٰ میں اس طرح کہا:

اذانه وهو على طهارة افضل لما روى عن النبي صلى الله عليه

وسلم أنه قال لا يؤذن الا متوضئ لكن سنده ضعيف ولكن يستفاد منه

أن الوضوء افضل قبل أن يؤذن اذا تيسر ذلك.

ترجمہ: با وضو اذان کہنا افضل ہے؛ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے،

آپ نے فرمایا: با وضو شخص ہی اذان کہے، لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لیکن اس

سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کہنے سے پہلے وضو کرنا افضل ہے، جب کہ موقع ہو۔

(مجموع فتاویٰ عبد العزیز بن باز، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان والاقامة، خروج

المؤذن من المسجد بعد الاذان)

حالانکہ غیر مقلد عالم احسان بن محمد عتیمی نے عربی زبان میں لکھی گئی اپنی کتاب

میں وضاحت کی (یہاں غیر مقلدین ہی کا کیا گیا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے):

”ضعیف حدیث سے استحباب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ استحباب پانچ امور شرعیہ میں

سے ایک ہے اور کوئی بھی شرعی امر صرف اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب کہ اس

کے اثبات کے لئے کوئی ایسی حدیث موجود ہو جس کی استنادی حیثیت قابل تسلیم ہو اور

بلاتر دضعیف حدیث اس حیثیت کی حامل نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے یہی موقف

اختیار کیا ہے، نیز محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل

کی مشروعیت کا اثبات جائز نہیں کیونکہ مشروعیت کا قلیل درجہ استحباب ہوتا ہے جو کہ احکام

خمسہ میں سے ایک حکم ہے اور کوئی حکم شرعی کسی صحیح دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔“

(100 مشہور ضعیف احادیث مترجم، ص 34/35)

باوضو اذان کہنے کے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، محدثین کے اس فیصلہ

کے باوجود غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر عمل کیا اور کہا کہ باوضو اذان کہنا افضل ہے،

حالانکہ یہ عمل غیر مقلدین ہی کے اصول کے خلاف ہے۔

### ﴿کیا پٹی پر مسح جائز ہے؟﴾

پٹی پر مسح کے بارے میں سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

عن جابر قال خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشحجه في

رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال هل تجدون لي رخصة في التيمم

فقالوا ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء فاغتسل فمات، فلما

قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم أخبر بذلك فقال قتلوه قتلهم الله

ألا سألوا إذ لم يعلموا فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو يعصب شك موسى على جرحه خرقه، ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نکلے ہوئے تھے تو ایک صاحب کو جو ہمارے ساتھ تھے پتھر آگیا اور ان کے سر کو زخمی کر دیا، بعد میں انہیں احتمال ہوا تو انہوں نے اس کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور کہا: کیا آپ لوگ میرے لئے تیمم کی گنجائش پاتے ہو؟ ساتھیوں نے کہا: ہم آپ کے لئے کوئی گنجائش نہیں پارہے ہیں جب کہ آپ پانی استعمال کر سکتے ہیں یعنی پانی موجود ہے، تو انہوں نے غسل کر لیا جس کی وجہ سے ان کی جان چلی گئی۔

جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اس واقعہ کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اللہ ان پر رحم کرے، وہ کیوں نہیں پوچھے جب انہیں علم نہیں تھا، یقیناً ناواقفیت کا علاج سوال کرنا ہے، اس کے لئے صرف اتنا عمل کافی تھا کہ وہ تیمم کرے، اپنے زخم پر پٹی باندھے پھر اس پر مسح کرے اور باقی جسم کو دھو لے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب التیمم، باب المجرع یتیمم، حدیث نمبر: 336)

فقہاء احناف کے مطابق اگر کسی شخص کے جسم کا اکثر حصہ زخمی ہو تو وہ دھونے کا عمل اختیار نہ کرے صرف تیمم کرے، اور اگر اکثر حصہ سالم ہو اور کم حصہ زخمی ہو تو سالم حصہ کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے، جیسا کہ اس حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) نے لکھا ہے:

ان الرجل اذا كان اكثر بدنه صحيحا وفيه جراحات فانه يغسل الصحيح ولا يتيمم بل يمسح على الجائر وان كان اكثر بدنه جريحا فانه يتيمم فقط ولا يغسل الصحيح.

(شرح سنن ابی داؤد للعینی، باب المجدور یتیمم)



### محمد شین کا فیصلہ

اس روایت کو محمد شین نے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام ذہبی (متوفی 748ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

رواہ الدار قطنی والزبیر فیہ ضعف.

ترجمہ: اس کی روایت امام دارقطنی نے کی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ”زبیر“ ضعیف ہیں۔

(تنقیح التحقيق فی احادیث التعلیق للذہبی ، الطہارۃ ، التیمم)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

رواہ ابو داؤد والبیہقی وضعفہ .

ترجمہ: اس کی روایت امام ابو داؤد اور امام بیہقی نے کی اور امام بیہقی نے اس روایت کو ضعیف کہا۔

(خلاصۃ الاحکام فی مہمات السنن وقواعد الاسلام ، کتاب التیمم ، فصل فی ضعف

الکتاب)

شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، کتاب الطہارۃ ، باب مسح الخفین ،

حدیث نمبر: 105)

محمد شین کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ پٹی پر مسح کرنے کی روایت ضعیف ہے۔

### غیر مقلدین کا عمل

پٹی پر مسح سے متعلق غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین (متوفی 1421ھ) نے لکھا:

ولیس فی المسح علی الجبیرۃ دلیل خال من معارضة فیہا

احادیث ضعیفۃ ذہب الیہا بعض اهل العلم وقال ان مجموعہا یرفعہا

الی ان تكون حجة.

ترجمہ: پٹی پر مسح کے مسئلہ میں کوئی مضبوط دلیل نہیں، اس سلسلہ میں کچھ ضعیف احادیث ہیں جس کو بعض علماء نے اختیار کیا اور کہا کہ ان ضعیف احادیث کا مجموعہ دلیل بن سکتا ہے۔

(فتاویٰ ارکان الاسلام، فتاویٰ الصلوٰۃ، ماحکم المسح علی الجبیرۃ، سوال نمبر: 146)

مذکورہ غیر مقلد عالم نے ایک اور جگہ یوں جواب دیا ہے:

لكن اقرب الاقوال الى القواعد بقطع النظر عن الاحاديث الواردة فيها اقرب الاقوال انه يمصح و هذا المسح يغنيه عن التيمم فلا حاجة اليه .  
ترجمہ: پٹی پر مسح سے متعلق احادیث کے قطع نظر قواعد کے زیادہ قریب یہ عمل ہے کہ مسح کیا جائے، اور یہ مسح تیمم سے بے نیاز کرتا ہے لہذا تیمم کی ضرورت نہیں۔

(مجموع فتاویٰ و رسائل العثيمين، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، سوال

نمبر: 115)

یہ بات قابل غور ہے کہ پٹی پر مسح کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں، غیر مقلدین اس بات کا اقرار کرتے ہیں، اس کے باوجود پٹی پر مسح کو جائز کہتے ہیں۔ مذکورہ غیر مقلد عالم نے پٹی پر مسح کی گنجائش بتلاتے ہوئے جو کہا کہ ”احادیث کے قطع نظر قواعد کے زیادہ قریب یہ عمل ہے“ اس طرح کی بات صحیح حدیث پر عمل کرنے والوں کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ ان حضرات کے نظریہ کے مطابق ”صحیح حدیث“ عمل کے لئے ضروری ہے، فقہ کا کوئی قاعدہ نا کافی ہے، کیونکہ جو بھی قواعد ہونگے وہ نہ قرآن ہیں نہ حدیث، جب کہ غیر مقلدین دوسروں کو حدیث پر عمل کی دعوت دیتے وقت یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز ”فقہ یا فقہی قاعدہ“ پر عمل جائز نہیں۔

﴿مؤذن اقامت کہے گا یا کوئی اور؟﴾

اقامت کون کہے گا؟ مؤذن یا کوئی اور شخص؟ اس سلسلہ میں جامع ترمذی میں

حدیث پاک ہے:

عن زیاد بن الحارث الصدائی قال أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أؤذن في صلاة الفجر، فأذنت، فأراد بلال أن يقيم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أبا صداء قد أذن، ومن أذن فهو يقيم.

ترجمہ: حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نماز فجر کے لئے اذان کہنے کا حکم فرمایا تو میں نے اذان کہی، حضرت بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائی صدائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم، حدیث نمبر: 199)

### محدثین کا فیصلہ

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے لکھا:

وحدیث زیاد انما نعرفه من حدیث الافریقى والافریقى هو ضعيف عند اهل الحدیث ضعفه یحیی بن سعید القطان وغیره قال احمد لا اکتب حدیث الافریقى.

ترجمہ: زیاد کی اس حدیث کو ہم ”افریقی“ کے حوالہ سے ہی جانتے ہیں اور ”افریقی“ محدثین کے پاس ضعیف ہیں، یحیی بن سعید قطان اور دوسرے محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا، امام احمد نے فرمایا: میں افریقی کی حدیث نہیں لکھتا۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم، حدیث نمبر: 199)

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 327ھ) نے لکھا:

قال ابی هذا حدیث منکر.

ترجمہ: میرے والد نے کہا: یہ منکر حدیث ہے۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم، بیان علل اخبار رویت فی الطہارۃ)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس روایت کو ضعیف کہا۔

(سلسلة الاحادیث الضعیفة، حدیث نمبر: 35۔ ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل،

باب الاذان والاقامة، حدیث نمبر: 237)

## غیر مقلدین کا عمل

اقامت وہی شخص کہے گا جس نے اذان کہی، اس مسئلہ میں احادیث ضعیف ہیں، اور غیر مقلدین کا عمل اسی ضعیف حدیث پر ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب (متوفی 1420ھ) نے لکھا:

” (رائج) چونکہ دونوں احادیث ضعیف ہیں اس لئے دونوں طرح ہی بہتر ہے، البتہ اس مصلحت کے پیش نظر کہ جو اذان دیتا ہے اگر وہی اقامت کہے گا تو اس سے نظم و ضبط رہتا ہے، یہ عمل ہی بہتر ہے۔ (واللہ اعلم)

(شوکانی) اذان دینے والے کا اقامت کہنا ہی بہتر ہے۔

(عبدالرحمن مبارکپوری) اسی کے قائل ہیں۔“

(فقہ الحدیث، ج 1، کتاب الصلوٰۃ، ص 339)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اسی ضعیف روایت پر عمل کرتے ہیں، غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب کا یہ کہنا کہ ”اگر وہی اقامت کہے گا تو اس سے نظم و ضبط رہتا ہے، یہ عمل ہی بہتر ہے“ کسی صحیح حدیث کی بنیاد پر نہیں اور اذان و اقامت جیسے خالص دینی مسائل میں صحیح حدیث کی بجائے عقل کی بنیاد پر کوئی بات کہہ دینا دین میں زیادتی ہوگی جیسا کہ غیر مقلدین کا ماننا ہے۔

## ﴿سات (7) مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت﴾

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت والی

احادیث منقول ہیں، یہاں جامع ترمذی سے روایت نقل کی جاتی ہے:

عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يصلى في سبعة مواطن في المزبلة والمسجزة والمقبرة وقارة الطريق وفي الحمام وفي معادن الابل وفوق ظهر بيت الله .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

- (1) کچرے کی جگہ۔
- (2) جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہ
- (3) قبرستان میں
- (4) راستہ میں
- (5) حمام میں
- (6) اونٹ باندھنے کی جگہ
- (7) بیت اللہ شریف کی چھت پر۔

(جامع الترمذی ، ابواب الصلوة ، باب ماجاء فی کراهیة ما یصلی الیہ وفیہ ، حدیث

نمبر : 346)

### محدثین کا فیصلہ

یہ روایت ضعیف ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا:

قال الترمذی لیس اسنادہ بذاک القوی کذا ضعفه غیره .

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی سند اُس جیسی مضبوط نہیں، اسی طرح دوسرے محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(المجموع شرح المہذب، کتاب الصلوة، باب طہارة البدن وما یصلی فیہ وعلیہ)

علامہ مناوی (متوفی 1031ھ) نے بھی اس حدیث کی سند کو ضعیف لکھا ہے۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف السین)

اسی طرح غیر مقلد افراد کے معتمد علیہ عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، باب شروط الصلوة ، حدیث

نمبر: 287)

## غیر مقلدین کا عمل

اس حدیث پاک میں جن سات (7) جگہوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، غیر مقلدین نے ان تمام جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے؛ حالانکہ اس حدیث کی سند محدثین کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے اور غیر مقلدین بھی ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

اس ضعیف روایت میں ذکر کئے گئے سات مقامات میں سے چار مقامات ،

(1) جانور کو ذبح کرنے کی جگہ

(2) قبرستان

(3) حمام اور

(4) اونٹ باندھنے کی جگہ پر

نماز کی ممانعت دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن باقی تین مقامات

(1) کچرے کی جگہ

(2) راستہ میں اور

(3) کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر،

نماز کی ممانعت سے متعلق غیر مقلدین کے پاس کوئی ”صحیح حدیث“ نہیں، اب

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے پاس ان تین مقامات پر نماز کی ممانعت کس بنیاد

پر ہے؟

(1) کچرے کی جگہ کے بارے میں غیر مقلدین کی ویب سائٹ موقع الاسلام

سوال و جواب کے فتویٰ میں ہے کہ ”یہاں کبھی نجاست ہوتی ہے، اس لئے نماز پڑھنا منع ہے اور اگر گندگی نہ ہو تب بھی کچھرے کا مقام اس لائق نہیں کہ وہاں مسلمان نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو“۔ (موقع الاسلام سؤال و جواب ، احکام الصلوٰۃ، شروط الصلوٰۃ،) یقیناً کچھرے کے مقام پر گندگی نہ ہو تب بھی وہاں نماز ادا نہ کی جائے گی اور کوئی شخص وہاں نماز پڑھتا ہو تو اُسے روکا جائے گا، لیکن ائمہ اربعہ کی جانب سے اگر مقلدین اس طرح کا استدلال کرتے ہیں تو غیر مقلدین اسے قبول نہیں کرتے جیسا کہ کتنے ایک مسائل میں انہوں نے مقلدین کا اس جیسا استدلال قبول نہیں کیا، بلکہ دلیل میں ”صحیح حدیث“ طلب کی اور اسی بات پر بضد رہے، ظاہر ہے یہی قاعدہ اُن حضرات پر بھی عائد ہوتا ہے، غیر مقلد حضرات کا یہ استدلال خود اُن کے طریقہ کے مطابق بے بنیاد ہے؛ کیونکہ یہاں ممانعت کے لئے ”ضعیف حدیث“ ہی دلیل ہے، اب رہا ”کچھرے کے مقام پر نماز مناسب نہ ہونے کی بات“ تو یہ عقل کی بنیاد پر ہے، جبکہ خود غیر مقلدین کا ماننا ہے کہ دین میں عقل کی بنیاد پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

(2) راستہ میں نماز کی ممانعت بھی اسی ضعیف روایت میں ہے، اس سلسلہ میں غیر مقلد اصحاب کا یہ وجہ بتانا کہ ”راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور نمازی کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی“ جیسا کہ ویب سائٹ موقع الاسلام سؤال و جواب کے مذکورہ فتویٰ میں ہے، یہ بات فی نفسہ معقول اور درست ہے لیکن حدیث نہیں، اور صحیح حدیث پیش کرنے کے بجائے عقلی گفتگو کی گنجائش پیدا کرنا غیر مقلدین کے اصول کے خلاف ہے۔

اس کے برخلاف زمین کے کسی بھی حصہ پر نماز پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے، صحیح بخاری میں ارشاد نبوی ہے: وجعلت لی الأرض مسجداً و طهوراً، فأیما رجل من أمتی أدرکتہ الصلوٰۃ فلیصل. ترجمہ: میری خاطر ساری زمین کو سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے تو میری امت میں سے جس شخص کو جہاں نماز ملے وہ وہیں پڑھے۔

اس صحیح حدیث میں ساری زمین کو ”سجدہ گاہ“ بنائے جانے کا ذکر ہے، یہ ذکر نہیں کہ راستہ میں نماز ممنوع ہے اور نہ یہ ذکر ہے کہ یہاں راستہ زمین میں شامل نہیں ہوگا، جب صحیح حدیث میں راستہ کو الگ نہیں کیا گیا تو صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے اس صحیح حدیث کے خلاف کیوں فتویٰ دیا؟ اور ضعیف حدیث پر کیسے عمل کیا؟

(3) اسی طرح کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے کی ممانعت اسی ضعیف روایت میں ہے، اور جو بات ویب سائٹ موقع الاسلام سوال و جواب کے مذکورہ فتویٰ میں کہی گئی ہے کہ ”کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر قبلہ کی سمت طے نہیں ہوتی یا یہ کہ کعبۃ اللہ شریف کا کچھ حصہ پیٹھ کے پیچھے رہ جاتا ہے“، یہ حدیث میں نہیں؛ اگرچہ یہ باریک بینی کے ساتھ کیا جانے والا استدلال ہے لیکن اس قسم کی استدلالی گفتگو اگر مقلدین کریں تو غیر مقلدین اسے قبول نہیں کرتے اور ظاہر الفاظ سے دلیل طلب کرتے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہو، اس لئے یہ عقلی اور استدلالی باتیں غیر مقلدین کے شایانِ شان نہیں اور نہ اُن کے لئے دلیل بن سکتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آخر الذکر تین مقامات (1) کچرے کی جگہ جبکہ گندگی نہ ہو، (2) راستہ اور (3) کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے کو غیر مقلدین نے ضعیف حدیث کی بنیاد پر ہی ممنوع کہہ دیا اور اس طرح ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے۔

﴿کیا امام کو صف کے درمیانی حصہ میں ٹھہرنا سنت ہے؟﴾

امام صاحب مصلیوں کے آگے صف کے درمیان ٹھہریں گے، اس سے متعلق سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

حدثنی ابوہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسطوا الامام و سدوا الخلل .



ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام کو درمیان میں کرو اور صف کے بیچ خلل بند کرو۔

(سنن ابی داؤد ، کتاب الصلوۃ ، باب مقام الامام من الصف ، حدیث نمبر: 681)

اس سے متعلق فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایک سے زائد مقتدی ہونے کی صورت میں امام مقتدیوں کے آگے صف کے درمیان کھڑا ہوگا۔

### محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کے پہلے حصہ کو ضعیف کہا ہے، دوسرا حصہ جو صف کے درمیانی خلل کو دور کرنے سے متعلق ہے، دیگر روایات کی تائید کے باعث ثابت قرار پاتا ہے لیکن امام کے صف کے درمیان میں کھڑا ہونے کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔

علامہ مناوی (متوفی 1031ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا:

واسنادہ لین .

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی، حرف الواو)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ضعیف ابی داؤد- الأم للالبانی ، کتاب الصلوۃ ، باب مقام الامام من الصف)

### غیر مقلدین کا عمل

مذکورہ روایت ضعیف ہونے کے باوجود غیر مقلدین اسی پر عمل کرتے ہیں، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین (متوفی 1421ھ) نے سوال کے جواب میں کہا:

توسیط الامام هو السنة وهو الافضل .

ترجمہ: امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہی سنت ہے اور یہی افضل ہے۔

(مجموع فتاوی و رسائل العثیمین ، کتاب الصلوۃ ، احکام الصفوف ، سوال

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین نے امام کے صف کے درمیان میں کھڑا ہونے کو  
ضعیف حدیث کی وجہ سے سنت اور افضل کہا ہے۔

### ﴿عیدین کے خطبے؛ دو یا ایک؟﴾

عیدین کے خطبوں سے متعلق سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

عن جابر قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فطر  
او اضحى فخطب قائما ثم قعد ثم قام.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن (عید گاہ) تشریف لائے، آپ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر بیٹھے پھر کھڑے ہوئے۔ (اور خطبہ ارشاد  
فرمائے)۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلوة والسنة فيها، باب ماجاء في الخطبة في العیدین،

حدیث نمبر: 1289)

اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ عیدین میں دو خطبے سنت ہیں، جس طرح  
جمعہ میں ہیں۔

### محدثین کا فیصلہ

مذکورہ روایت محدثین کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ابن رجب  
حنبلی (متوفی 795ھ) نے اس روایت کی سند کے ایک راوی کے بارے میں کہا ہے:

واسماعيل هو المكي ضعيف جدا.

ترجمہ: اسماعیل جو مکی ہیں نہایت ضعیف راوی ہیں۔

(فتح الباری لابن رجب، ابواب العیدین، باب الخطبة يوم العید)

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1138ھ) نے لکھا ہے:

و اسناد ابن ماجہ فیہ اسماعیل بن مسلم وقد اجمعوا علی ضعفه  
و ابو بھر ضعیف .

ابن ماجہ کی سند میں اسماعیل بن مسلم ہیں، جن کے ضعیف ہونے پر محدثین نے  
اتفاق کیا ہے، ایک اور راوی ابو بھر ضعیف ہیں۔

(حاشیة السندی علی سنن ابن ماجہ ، کتاب اقامة الصلوة و السنة فیہا ، باب ماجاء فی  
الخطبة فی العیدین ، حدیث نمبر : 1289)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

ولم ینت فی تکریر الخطبة شیء و المعتمد فیہ القیاس علی  
الجمعة .

ترجمہ: عیدین کے موقع پر دو خطبوں سے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں، اس مسئلہ  
میں دلیل جمعہ کے خطبوں پر قیاس ہی ہے۔

(خلاصة الاحکام فی مهمات السنن وقواعد الاسلام ، کتاب صلوة العید ، فصل فی  
ضعیفه)

شیخ البانی نے لکھا: وهذا إسناد واه .

ترجمہ: یہ بہت ضعیف سند ہے۔

(سلسلة الأحادیث الضعیفة و الموضوعات و أثرها السیء فی الأمة ، حدیث نمبر : 5789)

اس سے واضح ہوا کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے وقت دو خطبوں کا ثبوت صرف  
ضعیف حدیث میں ہے۔

### غیر مقلدین کا عمل

معروف غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے

عیدین کے خطبہ سے متعلق سوال کا یوں جواب دیا:

خطبة العيد خطبتان، یخطب خطبتین كالجمعة، هكذا قال أهل العلم، فقا سوا العيد على الجمعة، ووردت بعض الأحادیث التي تدل على أنه خطب في العيد خطبتين، لكن في أسانيدھا ضعف، والعمدة في ذلك أن العيد كالجمعة، فالعيد عيد العام، والجمعة عيد الأسبوع..... كذلك فيه العمل بالخبر الضعيف الذي يعضده قياس العيد على الجمعة.

ترجمہ: عید کے خطبے دو ہیں، خطیب جمعہ کی طرح دو خطبے کہے گا، علماء نے اسی طرح کہا اور عید کو جمعہ پر قیاس کیا، بعض احادیث آئی ہیں جو اس عمل کو بتاتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے موقع پر دو خطبے دیئے ہیں، لیکن ان احادیث کی سندوں میں ”ضعف“ ہے، اس مسئلہ میں دلیل یہ ہے کہ عید جمعہ کی طرح ہے تو عید الفطر یا عید الاضحیٰ سالانہ عید ہے اور جمعہ ہفتہ واری عید ہے..... اسی طرح ”اس مسئلہ میں ضعیف حدیث پر عمل ہے“، جمعہ پر عید کا قیاس اس کو مضبوط کرتا ہے۔

(فتاویٰ نور علی الدرب، کتاب الصلوة، باب صلوة العیدین، مسئلۃ فی خطبتی العیدین)  
اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مقلدین قیاس کو ضعیف حدیث کے لئے قوت کا سبب مانتے ہیں۔

### ﴿کیا سامان تجارت کی زکوٰۃ واجب ہے؟﴾

سامان تجارت کے بارے میں سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

عن سمرة بن جندب قال اما بعد فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامرنا ان نخرج الصدقة من الذي نعد للبيع.

ترجمہ: حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اما

بعد! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ ہم اس سامان کی زکوٰۃ نکالیں جسے ہم تجارت کے لئے تیار کرتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب العروض اذا كانت للتجارة هل فيها من زکوٰۃ،

حدیث نمبر: 1562)

اس سے متعلق فقہاء کرام نے کہا ہے کہ تاجرین کے ذمہ سامان تجارت کی زکوٰۃ

واجب ہے۔

### محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، جیسا کہ امام ذہبی (متوفی 748ھ) نے لکھا:

فيه لين .

ترجمہ: اس کی سند میں ضعف ہے۔

(تنقیح التحقيق في احاديث التعليق للذهبي، الزکوٰۃ)

علامہ پیشی (متوفی 807ھ) نے لکھا ہے:

وفي اسناده ضعف .

ترجمہ: اس کی سند میں ضعف ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقة الخيل والرقيق وغير

ذلك، حدیث نمبر: 4377)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے لکھا ہے:

والحق أن القول بوجوب الزکوٰۃ على عروض التجارة مما لا دليل

عليه في الكتاب والسنة الصحيحة.

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ سامان تجارت کی زکوٰۃ واجب ہونے کی کوئی دلیل قرآن

مجید اور صحیح حدیث میں نہیں۔

(تمام المنة في التعليق على فقه السنة، القاعدة الخامسة عشرة، ومن زکوٰۃ التجارة)

## غیر مقلدین کا عمل

اس روایت کے ضعیف ہونے کے باوجود غیر مقلدین نے سامان تجارت کی زکوٰۃ کو واجب کہا اور ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے فتویٰ میں لکھا ہے: (بطور اختصار اس کے ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) ترجمہ: اگر کوئی شخص تجارت کے ارادہ سے فروخت کی جانے والی چیزوں کو اب کولرس (Coolers) میں رکھے اور اس پر سال گزر جائے تو وہ اس سامان کی زکوٰۃ دے گا جب کہ وہ سونا یا چاندی کے نصاب کو پہنچے کیونکہ وہ اس وقت تجارتی سامان قرار پاتے ہیں اور سنن ابوداؤد میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ ہم اس سامان کی زکوٰۃ نکالیں جسے ہم تجارت کے لئے تیار کرتے۔

(فتاویٰ نور علی الدرب، کتاب الزکوٰۃ، بیان مقدار زکوٰۃ الشعیر والفواکہ

والخضروات)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ تجارتی سامان کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں روایت ضعیف ہونے پر محدثین کی گواہی موجود ہے، اس کے باوجود غیر مقلدین نے اس ضعیف روایت کے مطابق عمل کیا، اور اسی کے مطابق فتویٰ جاری کیا۔

## ﴿مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزوں کی فضیلت﴾

مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی خصوصی فضیلت حدیث پاک میں وارد ہے:

عن ابن عباس، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

أدرك رمضان بمكة، فصامه، وقام منه ما تيسر له، كتب الله له مائة ألف

شهر رمضان، فيما سواها، وكتب الله له، بكل يوم عتق رقبة، و كل ليلة

عتق رقبة، و كل يوم حملان فرس في سبيل الله، وفي كل يوم حسنة،

وفي كل ليلة حسنة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان پایا، رمضان بھر روزہ رکھا اور جتنا موقع ملے قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوسرے مقام پر ایک لاکھ رمضان میں روزوں اور قیام کا ثواب عطا فرمائے گا، اور ہر روزہ کے بدلہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب، ہر رات کے بدلہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہردن کے عوض اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دینے کا ثواب لکھے گا اور ہردن کے بدلہ ایک نیکی اور ہر رات کے بدلہ ایک نیکی لکھے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب صیام شہر رمضان بمکة، حدیث

نمبر: 3117)

### محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 458ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

تفرد بہ عبد الرحیم بن زید و لیس بالقوی .

ترجمہ: اس روایت کو بیان کرنے میں عبد الرحیم بن زید منفرد ہیں اور وہ مضبوط راوی نہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، الصیام، حدیث نمبر: 3455)

محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 327ھ) نے لکھا:

قال ابی هذا حدیث منکر و عبد الرحیم بن زید متروک الحدیث .

ترجمہ: میرے والد نے فرمایا: یہ منکر حدیث ہے اور عبد الرحیم بن زید حدیث کی روایت میں متروک ہیں۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم، علل اخبار رویت فی الزکوٰۃ والصدقات، حدیث

نمبر: 735)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس روایت کو ”موضوع“ (گھڑی ہوئی بات / جھوٹی بات) کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرها السیئ فی الامۃ، حدیث نمبر: 832)

### غیر مقلدین کا عمل

اس قدر ضعیف روایت پر غیر مقلدین نے عمل کیا اور مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین (متوفی 1421ھ) نے اس حدیث کو سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے بیان کرنے کے بعد کہا:

وهذا اسنادہ ضعیف ولكن یستأنس به ویدل علی ان صوم

رمضان فی مکة افضل من صومه فی غیرها .

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مکہ مکرمہ میں رمضان کا روزہ دوسرے مقام پر رمضان کے روزہ سے افضل ہے۔

(مجموع فتاویٰ ورسائل الشیخ محمد بن صالح العثیمین، کتاب الصیام، باب الاعتکاف)

### ﴿کیا حج فرض ہونے کے لئے توشہ اور سواری شرط ہے؟﴾

حج سے متعلق جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عمر قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال

يا رسول الله ما يوجب الحج قال الزاد والراحلة .

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک صاحب نے حاضر ہو کر

عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کونسی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ فرمایا: توشہ

اور سواری (حج کو واجب کرتی ہے)۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی ایجاب الحج بالزاد والراحلة، حدیث نمبر: 813)



اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے کہا کہ حج فرض ہونے کے لئے توشہ اور سواری کا ہونا ضروری ہے، خواہ سواری ملکیت میں ہو یا کرایہ پر یا عاریۃً لی گئی ہو۔

### محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

قال ابن المنذر لا يثبت في الباب حديث مسند قال و حديث "ما السبيل قال الزاد والراحلة" ضعيف .

ترجمہ: ابن منذر نے کہا: اس مسئلہ میں کوئی متصل مرفوع حدیث نہیں اور توشہ اور سواری والی روایت ضعیف ہے۔

(المجموع شرح المہذب للنووی ، کتاب الحج )

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے التلخیص الحبیر میں لکھا:

وطرقها كلها ضعيفة وقد قال عبد الحق ان طرقه كلها ضعيفة وقال ابوبكر بن المنذر لا يثبت الحديث في ذلك مسندا والصحيح من الروايات رواية الحسن المرسله .

ترجمہ: اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں، محدث عبد الحق نے کہا کہ اس کی تمام اسانید ضعیف ہیں اور محدث ابوبکر بن منذر نے کہا: اس مسئلہ میں متصل مرفوع حدیث ثابت نہیں اور صحیح روایت حضرت حسن کی مرسل روایت ہے۔

(التلخیص الحبیر ، کتاب الحج ، حدیث نمبر : 1198)

واضح رہے کہ غیر مقلدین ”مرسل روایت“ کو دلیل نہیں مانتے اور اس سے استدلال کو قبول نہیں کرتے۔

اور بلوغ المرام میں اس طرح لکھا ہے:

واخرجه الترمذی من حدیث ابن عمر ایضاً وفي اسنادہ ضعف.

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ”ضعف“ (کمزوری) ہے۔

(بلوغ المرام من ادلة الاحکام، کتاب الحج، الزاد المشترط استطاعته فی وجوب

الحج، حدیث نمبر: 713)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے اس مسئلہ میں ایک اور حدیث روایت کی ہے، اور حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

هذا حدیث غریب لانعرفه الا من هذا الوجه وفي اسنادہ مقال

وهلال بن عبد الله مجهول والحارث يضعف فی الحدیث .

ترجمہ: یہ غریب حدیث ہے، ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں اور اس حدیث کی سند میں کلام ہے، ہلال بن عبداللہ مجهول راوی ہیں اور حارث کو حدیث بیان کرنے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج، حدیث نمبر: 812)

شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، کتاب الحج، حدیث نمبر: 988)

### غیر مقلدین کا عمل

حج کی فرضیت کے لئے غیر مقلدین نے توشہ اور سواری ضروری قرار دی جبکہ کوئی

صحیح متصل مرفوع روایت ان حضرات کے پاس موجود نہیں جس پر وہ عمل کر سکیں، بالآخر انہوں نے انہی ضعیف روایات پر عمل کیا۔

جبکہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ”اگرچہ یہ اور اس

معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں لیکن امت کی اکثریت اسی تفسیر کی قائل ہے۔“

(فقہ الحدیث ، ج 2، کتاب الحج ، ص 59)

اگرچہ امت کی اکثریت توشہ اور سواری کوچ کی فرضیت کے لئے شرط قرار دیتی ہے لیکن ”صحیح حدیث“ پر عمل کرنے والے غیر مقلدین کے لئے امت کی اکثریت کا عمل دلیل نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے تو یہ باور کروایا ہے کہ وہ صحیح حدیث تلاش کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس مسئلہ میں غیر مقلدین کو کوئی ”صحیح حدیث“ نہیں ملی اور انہوں نے ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے۔

”امت کی اکثریت کا حوالہ دینا“ اس لئے بھی غیر مقلدین کے لئے فائدہ مند نہیں ہے کہ انہوں نے تو سئل بالانبياء علیہم الصلوٰۃ والسلام، تو سئل بالاولیاء زیارتِ روضہ مقدسہ کے لئے سفر، زیارتِ مزاراتِ صالحین کے لئے سفر، مرد و عورت کی نماز کا فرق اور دیگر کئی ایک مسائل میں امت کی اکثریت کے خلاف عمل کیا ہے۔

اگر امت کی اکثریت کا عمل ان کے لئے کسی مسئلہ میں وجہ استدلال یا استدلال میں تقویت کا باعث بنتا ہے جب کہ انہوں نے توشہ اور سواری کوچ کی فرضیت کے لئے شرط قرار دینے میں اکثریت کے عمل کا حوالہ دیا ہے تو ان کے لئے مذکورہ دیگر مسائل میں بھی اکثریت کے موافق عمل کرنا ہی بہتر ہوگا۔

﴿کیا ادھار کے بدلہ ادھار فروخت کرنا جائز ہے؟﴾

ادھار کے بدلہ ادھار بیچنے سے متعلق امام بیہقی کی سنن صغیر میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه نہی عن بیع الکالی

بالکالی.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ادھار کو ادھار کے بدلہ فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

(السنن الصغیر للبيهقي، كتاب البيوع، باب مالار يوفيه و كل ما عدا الذهب والورق

والمطعوم، حديث نمبر : 1882)

### محدثین کا فیصلہ

اس روایت کے بارے میں محدثین کا کہنا ہے کہ یہ ضعیف ہے، علامہ ابن جوزی (متوفی 597ھ) نے لکھا ہے:

قال احمد ولا يحل الرواية عن موسى بن عبيدة ولا اعرف هذا

الحديث من غير موسى وليس في هذا حديث صحيح .

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کرنا حلال نہیں

اور میں اس حدیث کو موسیٰ بن عبیدہ کے علاوہ کسی اور راوی سے نہیں جانتا، اور اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

(العلل المتناہية في الاحاديث الواهية، كتاب البيع والمعاملات، حديث نمبر : 988)

محدث ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 365ھ) نے موسیٰ بن عبیدہ زبدی کی

مذکورہ روایت اور دیگر روایات نقل کیں، پھر لکھا:

والضعف على رواياته بين .

ترجمہ: موسیٰ بن عبیدہ زبدی کی روایتوں کا ضعیف ہونا بہت واضح ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال، موسى بن عبيدة)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے لکھا ہے:

رواه اسحق والبخاري باسناد ضعيف .

ترجمہ: اس حدیث کو اسحاق اور بخاری نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(بلوغ المرام في ادلة الاحكام، كتاب البيوع، باب الربو، حديث نمبر : 846)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، كتاب البيع، باب السلم، حديث نمبر : 1382)

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں ہے:

معنى بيع الكالء بالكالء هو بيع النسئة بالنسئة، أى بيع الدين بالدين، وهو غير جائز.

ترجمہ: ادھار کے بدلہ ادھار یعنی قرض کے بدلہ قرض بیچنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة، المجموعة الاولى، البيوع، ربا النسئة، فتوى نمبر: 18535)

ادھار کے بدلہ ادھار بیچنے اور قرض کے بدلہ قرض فروخت کرنے کی ممانعت سے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، لیکن غیر مقلدین اس کی ممانعت کے قائل ہیں اور ضعیف حدیث پر عمل پیرا ہیں۔

## ﴿کیا بیعانہ سوخت کرنا جائز نہیں؟﴾

بیعانہ سے متعلق سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده انه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العربان قال مالك وذلك فيما نرى والله اعلم ان يشتري الرجل العبد او يتكاري الدابة ثم يقول اعطيك دينارا على انى ان تروك السلعة او الكراء فما اعطيتك لك .

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد ہم سمجھتے ہیں کہ، اللہ بہتر جاننے والا ہے، آدمی غلام خریدے یا جانور کرائے پر لے تو یوں کہے کہ میں تمہیں ایک دینار اس شرط پر دیتا ہوں کہ اگر میں سامان نہ خریدوں یا کرایہ پر نہ لوں تو جو دینار میں نے تمہیں دیا وہ تمہارے لئے ہوگا۔

(سنن ابی داود ، ابواب الاجارة ، باب فی العربان ، حدیث نمبر : 3502)

فقہاء کرام نے اس سے متعلق مسئلہ بتلایا ہے کہ خرید و فروخت کے وعدہ کے وقت پیشگی جو رقم دی جاتی ہے، اگر وعدہ کے مطابق معاملہ نہ ہو تو یہ پیشگی رقم (بیعانہ) خریدار کو واپس کی جائے گی، بیچنے والے کے لئے جائز نہیں کہ اس رقم کو روک لے۔

### محمد شین کا فیصلہ

بیعانہ سوخت کرنے کی مذکورہ روایت ضعیف ہے، اس پر محمد شین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

علامہ طیبی (متوفی 743ھ) نے لکھا ہے:

وحدیث النهی منقطع .

ترجمہ: بیعانہ سوخت کرنے کی ممانعت والی روایت منقطع (ضعیف کی ایک قسم) ہے۔

(شرح المشکوٰۃ للطیبی ، کتاب البیوع ، باب المنہی عنها من البیوع ، حدیث نمبر :

2864)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے لکھا ہے:

هذا لا يعرف عن النبي صلى الله عليه وسلم من وجه يصح وانما

ذكره عبدالرزاق عن الاسلمى عن زيد بن اسلم مرسلًا وهذا او مثله

ليس بحجة .

ترجمہ: یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ نہیں ہے،

محمد عبدالرزاق نے اسلمی سے وہ زید بن اسلم سے مرسل روایت کی ہے لیکن یہ اور اس

جیسی روایتیں حجت نہیں بنتیں۔

(التمہید لما فی الموطا من المعانی والمسانید ، باب بلاغات مالک و مرسلاتہ ،

الحدیث الثالث)

علامہ صنعانی (متوفی 1182ھ) نے لکھا ہے:

وفيه راو لم يسم وسمى فى رواية فاذا هو ضعيف وله طرق  
لاتخلو عن مقال.

ترجمہ: اس حدیث کی سند میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں اور ایک روایت میں نام  
ذکر کیا گیا تو حقیقت یہ ہے کہ وہ راوی ضعیف ہے، اس حدیث کی کئی سندیں ہیں جو  
کلام (اعتراض) سے خالی نہیں۔

(سبل السلام، کتاب البیوع، بیع العربان، حدیث نمبر: 754)

علامہ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 840ھ) نے لکھا ہے:

هذا اسناد ضعيف .

ترجمہ: یہ ضعیف سند ہے۔

(مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجة، کتاب التجارات، باب بیع العربان)

مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی (متوفی 1250ھ) نے لکھا ہے:

الحدیث منقطع .

ترجمہ: یہ حدیث منقطع ہے۔

(نیل الاوطار، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع العربون)

### غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے اسی ضعیف روایت کو بیان کرنے  
کے بعد لکھا ہے:

” (جمہور، مالک، شافعی) یہ بیع باطل و ناجائز ہے..... (راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔“

(فقہ الحدیث، ج 2، کتاب البیوع، ص 259)

اوپر ذکر کی گئی حدیث کے بارے میں محدثین کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ روایت

ضعیف ہے، اور غیر مقلدین نے اسی ضعیف روایت کو عمل کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔

﴿کیا قرض پر فائدہ سود ہے؟﴾

قرض کے ذریعہ فائدہ حاصل کرنے کی ممانعت سے متعلق علامہ پیشمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) نے حدیث پاک نقل فرمائی ہے:

عن عمارة الهمدانی قال سمعت عليا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل قرض جر منفعة فهو ربا.

ترجمہ: حضرت عمارہ ہمدانی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر قرض جو نفع لائے وہ سود ہے۔

(بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث ، كتاب البيوع ، باب في القرض يجز المنفعة ،

حدیث نمبر : 437)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض کے ذریعہ نفع لینا جائز نہیں کیونکہ وہ جائز فائدہ نہیں بلکہ سود ہے۔

محمد شین کا فیصلہ

اس روایت کو محمد شین نے ضعیف کہا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

رواه الحارث بن ابی اسامة واسنادہ ساقط.

ترجمہ: اس کی روایت محدث حارث بن ابواسامہ نے کی اور اس کی سند ساقط ہے۔

(بلوغ المرام من ادلة الاحكام ، كتاب البيوع ، ابواب السلم والقرض والرهن )

علامہ ابن عبد الہادی (متوفی 744ھ) نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

(تنقيح التحقيق في احاديث التعليق لابن عبد الهادي ، كتاب البيوع ، مسائل القرض )

علامہ ابن ملقن (متوفی 804ھ) نے لکھا ہے:



رواہ ابن ابی اسامۃ من روایۃ علی باسناد ضعیف قال بعضهم لا یصح فی هذا الباب شیء .

ترجمہ: اس کی روایت حارث بن ابواسامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ کی ہے، بعض محدثین نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔

(خلاصۃ البدر المنیر ، کتاب السلم ، باب القرض )

علامہ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 840ھ) نے لکھا ہے:

هذا اسناد ضعیف لضعف سوار بن مصعب الهمدانی .

ترجمہ: یہ ضعیف سند ہے کیونکہ اس کے راوی سوار بن مصعب ہمدانی ضعیف ہیں۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ ، کتاب القرض ، باب انما جزاء

السلف القضاء والحمد)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، کتاب البیع ، باب القرض ، حدیث نمبر: 1398)

محدثین کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا ہے کہ قرض کے ذریعہ فائدہ لینے کو سود قرار دینے سے متعلق ذکر کی گئی روایت ضعیف ہے۔

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین نے اس ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے اس مضمون کی تین ضعیف روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ”یہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں لیکن یہ مسئلہ (قرض پر نفع لینے کی ممانعت) صحیح

احادیث سے ثابت ہے۔“

(فقہ الحدیث ، ج 2 ، کتاب البیوع ، ص 315)

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ غیر مقلدین کئی ایک مسائل میں مرفوع حدیث

طلب کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا عمل کو ہی دلیل قرار دیتے ہیں اور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول و عمل سے استدلال کو قبول نہیں کرتے بلکہ مسترد کرتے ہیں جیسا کہ بیس رکعات تراویح سے متعلق ایک سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح احادیث منقول ہیں، عورت کے سمٹ کر سجدہ کرنے سے متعلق اور مرد و عورت کی نماز کے درمیان فرق کے بارے میں صحابہ کرام کے اقوال موجود ہیں لیکن غیر مقلدین یہ ”مرفوع روایت نہیں“ کہہ کر ان احادیث کو دلیل بنانے سے انکار کرتے ہیں۔

قرض پر نفع لینے کی ممانعت سے متعلق غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے جن صحیح احادیث کی طرف اشارہ کیا، وہ مرفوع روایات نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، جس کو وہ دلیل میں قبول نہیں کرتے، اگر کوئی مرفوع حدیث موجود ہوتی تو انہیں تین ضعیف روایتیں ذکر کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ غیر مقلدین نے قرض پر نفع لینے کی ممانعت کے لئے ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے۔

### ﴿کیا مزدوری پہلے طے کرنا ضروری ہے؟﴾

اگر کسی شخص کو رقم کے بدلہ کسی کام پر مقرر کیا جائے تو کیا اس کام کی اجرت و محنتانہ پہلے طے کیا جائے یا بعد میں؟ اس سلسلہ میں مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن استئجار الاجیر حتی یرین له اجرہ.....

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدوری بیان کرنے سے پہلے مزدور رکھنے سے منع فرمایا.....

(مسند الامام احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 11565)

اس حدیث پاک کی وجہ سے فقہاء کرام نے فرمایا کہ کسی بھی کام پر کسی شخص کو مقرر

کیا جائے جیسے دفاتر میں ملازمت کے لئے ملازم، عدالت میں مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل، تدریس کے لئے مدرس، عمارت کا نقشہ بنانے کے لئے آرکیٹیکٹ، فرنیچر بنانے کے لئے کارپینٹر، ویب سائٹ ڈیزائن کرنے کیلئے ویب ڈیزائنر، سافٹ ویئر بنانے کیلئے سافٹ ویئر انجینئر کو مختار بنا کر مقرر کیا جائے تو یہ معاملہ اُسی وقت درست ہوگا جبکہ اس کا مختار واضح طور پر بیان کر دیا جائے۔

### محدثین کا فیصلہ

اوپر بیان کی گئی روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے چنانچہ علامہ ابن ملقن (متوفی 804ھ) نے لکھا ہے:

وهو مرسل بین ابراہیم وابی سعید وکذلک رواہ معمر عن حماد بن ابی سلیمان مرسلا۔

ترجمہ: یہ روایت راوی ابراہیم اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے (یعنی درمیان میں ایک راوی کا ذکر نہیں کیا گیا) اسی طرح معمر نے حماد بن ابوسلیمان سے منقطع روایت کی ہے۔

(البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار الواقعة فی الشرح الكبير، کتاب الاجارة، الحدیث الثالث)

اس مسئلہ میں دیگر الفاظ کے ساتھ دوسری سندوں سے اور بھی روایتیں منقول ہیں، لیکن وہ روایتیں یا تو مرسل ہیں یا ضعیف ہیں یا پھر موقوف ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 458ھ) نے ان الفاظ سے روایت نقل کی ہے:

ومن استاجر اجیرا فلیعلمہ اجرہ۔

ترجمہ: اور جو شخص کسی مزدور کو اجرت پر رکھے تو چاہیے کہ اسے اس کی مزدوری

بتادے۔

(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الاجارة، باب لا تجوز الاجارة حتى تكون معلومة  
وتكون الاجارة معلومة، حديث نمبر: 11651)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے امام بیہقی کی اس  
روایت کے بارے میں لکھا:

وهو منقطع وتابعه معمر عن حماد مر سلا ايضاً.  
ترجمہ: یہ حدیث منقطع ہے، اور معمر نے حماد سے بھی اسی طرح کی حدیث منقطع  
روایت کی ہے۔

(التلخيص الحبير، كتاب الاجارة، حديث نمبر: 1646)

### غیر مقلدین کا عمل

محدثین کی تحقیق یہی ہے کہ مزدور رکھنے کے وقت مختانہ مقرر کرنے کی روایتیں  
ضعیف ہیں، پھر بھی غیر مقلدین نے ضعیف احادیث پر عمل کیا، جیسا کہ عمران ایوب  
لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ”اگرچہ گذشتہ روایت میں ضعف ہے لیکن یہ مسئلہ صحیح  
حدیث سے ثابت ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہودیوں کو) خیبر  
کی زمین دے دی تھی کہ اس میں محنت کے ساتھ کاشت کریں (ولہم شطرا ما یخرج  
منہا) اور ان کے لئے پیداوار کا نصف حصہ ہوگا۔ امام شوکانی نے اسی کو ثابت کیا ہے۔“

(فقہ الحدیث ج 2، کتاب البیوع، ص 324)

اگر یہ مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہوتا تو کتاب ”فقہ الحدیث“ کے مصنف کو ضعیف  
حدیث ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، جس صحیح حدیث کا انہوں نے حوالہ دیا، دراصل وہ  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک ہے، اور غیر مقلدین حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کے بارے میں غیر مقلدین کا  
قاعدہ یہ ہے کہ آپ کا عمل مبارک حکم کے درجہ میں نہیں، اس وجہ سے اس سے کسی عمل

کا واجب ہونا ثابت نہ ہوگا، جیسا کہ وضوء ٹوٹنے کے ایک مسئلہ میں شیخ محمد بن صالح العثیمین نے کہا:

إن هذا مجرد فعل ، ومجرد الفعل لا يدل على الوجوب ، لأنه خالٍ من الأمر .

ترجمہ: یہ تو صرف عمل ہے اور صرف عمل وجوب کو نہیں بتاتا؛ کیونکہ وہ حکم سے خالی ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ و رسائل العثیمین، کتاب الطہارۃ، باب نواقض الوضوء، سوال نمبر: 139)

جب غیر مقلدین کے پاس فعلی حدیث یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک سے وجوب ثابت نہیں ہوتا تو پھر یہ حضرات مزدوری کی مزدوری پہلے مقرر کرنے کے مسئلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے وجوب کیسے ثابت کر سکتے ہیں؟  
خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر ہی عمل کیا ہے۔

﴿قرض ادا نہ کیا جائے تو کیا رہن کی ملکیت ختم ہو جائے گی؟﴾

آدمی کسی چیز کو قرض دینے والے کے پاس ضمانت یا دستاویز کے طور پر رکھ کر قرض لیتا ہے، جب قرض واپس کرتا ہے تو اُسے اس کی مملو کہ چیز جس کو قرض دینے والے کے پاس رکھا تھا واپس کی جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں قرض دینے والا ضمانت کے طور پر رکھی ہوئی چیز قرض کے بدلہ رکھ لے گا اور کیا گروی رکھی ہوئی اس چیز پر اسے مالکانہ حق حاصل ہو جائے گا؟

اس سلسلہ میں حدیث پاک ہے:

عن سعید بن المسيب قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغلق الرهن ، لصاحبه غنمه وعلیه غرمه .

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ مال رہن روکا نہیں جائے گا، اس کا

مالک ہی اس کے فائدہ کا حقدار ہے اور اسی کے ذمہ اس کا خرچ ہے۔

(مراسیل ابی داؤد، مجاء فی الرهن، حدیث نمبر: 187)

### محدثین کا فیصلہ

رہن سے متعلق اوپر جو روایت ذکر کی گئی ہے وہ مرسل ہے اور غیر مقلدین نے مرسل کو ضعیف حدیث کی اقسام میں شمار کیا ہے، یہ روایت کئی سندوں کے ساتھ منقول ہے، اس سلسلہ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا ہے:

قال الثوربشتی وهذا الحديث وجدناه في الكتاب أي المصابيح موصولاً مسنداً إلى أبي هريرة والظاهر أن ذلك ألحق به فإن الصحيح فيه أنه من مراسيل سعيد بن المسيب، وعلى هذا رواه أبو داود في كتابه ولم يوصله غير ابن أبي أنيسة.

ترجمہ: علامہ توربشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ہم نے کتاب مصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک متصل مسند پائی ہے اور اس کو مسند میں شامل کر دیا گیا؛ کیونکہ درست بات یہی ہے کہ یہ حدیث سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت ہے اور اسی طرح امام ابو داؤد نے اسے مراسیل میں روایت کیا ہے، ابن ابی انیسہ کے سوا کسی نے اس حدیث کو متصل بیان نہیں کیا۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب البیوع، باب السلم والرهن، حدیث نمبر: 2888)

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے لکھا ہے:

وأصل هذا الحديث عند أكثر أهل العلم به مرسل وان كان قد وصل من جهات كثيرة إلا أنهم يعللونها على ما ذكرنا عنهم في التمهيد. ترجمہ: اکثر اہل علم کے پاس اس حدیث کی اصل مرسل ہے، اگرچہ مختلف اسانید سے اس کو موصول روایت کیا گیا ہے لیکن محدثین نے اسے معلول (ضعیف) قرار دیا،

جیسا کہ ہم نے تمہید (شرح مؤطا) میں تفصیل ذکر کی ہے۔

(الاستذکار، کتاب الاقضية، باب ما لا يجوز من غلق الرهن، حدیث نمبر: 1398)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو مرسل قرار دیا، جو غیر مقلدین

کے پاس ضعیف کی قسم ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، کتاب البیع، باب القرض، حدیث نمبر: 1406)

### غیر مقلدین کا عمل

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت ضعیف ہے اور غیر مقلد حضرات نے اس پر عمل کیا ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ”اور رہن کو (قرض کی عدم ادائیگی کے سبب) ہمیشہ کے لئے نہ روکا جائے..... رہن روک لینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر رہن قرض ادا نہ کر سکے تو اس صورت میں مرہن رہن کا مستحق (مالک حقیقی) نہیں ہوگا۔“

(فقہ الحدیث، ج 2، کتاب البیوع ص 345)

یہ حدیث مراسیل ابو داؤد میں ہے جس پر غیر مقلدین نے ”مرسل“ ہونے کے باوجود عمل کیا اور اسی کتاب میں عورت کے سجدہ سے متعلق حدیث ہے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کرے، لیکن انہوں نے ”مرسل“ کہہ کر اس پر عمل نہیں کیا، ”مرسل حدیث“ سے متعلق غیر مقلدین کا یہ دوہرا معیار ہے۔

یہ چند ضعیف احادیث نمونہ کے طور پر بیان کی گئی ہیں، ورنہ بیسیوں ایسی ضعیف احادیث ہیں جن پر غیر مقلدین نے عمل کیا اور کرتے آرہے ہیں، یہاں یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ غیر مقلدین کے پاس عمل کرنے کے لئے ”صحیح حدیث“ لازمی نہیں، بلکہ وہ صحیح و سقیم، رطب و یابس سے کام لیتے ہیں، ضعیف حدیث، نہایت ضعیف حدیث، منقطع حدیث، منکر حدیث اور ضعیف کی دوسری اقسام پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ شیخ البانی کی موضوع قرار دی گئی روایت پر ان حضرات کا عمل ہے، اس قدر کثرت کے ساتھ ضعیف

احادیث پر عمل کرنے کے باوجود غیر مقلدین نے ضعیف احادیث پر مشتمل اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا ذکر نہیں کیا، جیسا کہ شیخ البانی کے شاگرد احسان بن محمد عتیمی نے ایک کتاب میں سو ضعیف احادیث جمع کی ہیں، جس کا ترجمہ اردو زبان میں ”100 مشہور ضعیف احادیث“ کے نام سے شائع کیا گیا، اس کتاب میں احناف اور دیگر فقہاء کی اختیار کی ہوئی ضعیف احادیث بیان کی ہیں؛ لیکن خود غیر مقلدین کی اختیار کی ہوئی بیسیوں ضعیف روایتوں میں سے کوئی ایک روایت بھی نہیں بیان کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین نے ضعیف احادیث کو بیان کرنے میں جانبداری سے کام لیا ہے جو علمی دنیا میں نہایت معیوب اور دیانت کے خلاف ہے۔

### غیر مقلدین اور قیاس

غیر مقلدین نے ایک طرف حدیث پر عمل کی دعوت دی، تقلید کا انکار کیا، عقل اور قیاس کی مخالفت کی اور بڑی سختی سے بتلایا کہ دین میں عقل کا کوئی دخل نہیں، اسلام میں رائے کی کوئی جگہ نہیں، دین اسلام مکمل ہے، ہدایت کے لئے قرآن و حدیث کافی ہے، کسی امام کے قیاس کو ماننے کی ضرورت نہیں، قیاس کے ذریعہ دین میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری طرف غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں قیاس کو دلیل قرار دیا، دین میں قیاس کی اہمیت کو تسلیم کیا، نمونہ کے طور پر قیاس کی چند وہ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو غیر مقلد علماء نے بیان کی ہیں۔

غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے قیاس کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”1) قرآن مجید میں شراب نوشی کی حرمت کے متعلق نص موجود ہے لیکن نبیذ کے متعلق کوئی حکم موجود نہیں ہے، چونکہ شراب (یعنی خمر) میں حرمت کی علت نشہ ہے اور نبیذ



میں بھی یہ علت پائی جاتی ہے اس لئے نبیز کو شراب پر قیاس کرتے ہوئے اس کے حکم میں شامل کر لیا جائے گا۔

2) اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی ممانعت نص سے ثابت ہے لیکن اس وقت نکاح کرنے، زمین کا شت کرنے اور کرائے پر لینے کی ممانعت شریعت میں ثابت نہیں ہے لیکن چونکہ خرید و فروخت سے ممانعت کی علت یہ ہے کہ یہ عمل نماز کے لئے جانے سے رکاوٹ بن جاتا ہے اس لئے ان تمام افعال کو خرید و فروخت پر قیاس کرتے ہوئے ممنوع قرار دیا جائے گا جو نماز سے رکاوٹ بنتے ہیں کیونکہ اس میں بھی وہی علت موجود ہے جو خرید و فروخت میں ہے۔‘

(فقہ الحدیث، ج 1، ص 62-61)

### غیر مقلدین کے دیگر مآخذ

غیر مقلدین نے نہ صرف قیاس کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا بلکہ قرآن و حدیث کے علاوہ جملہ نو (9) امور کو مآخذ شمار کیا اور قرآن و حدیث پر عمل کا دعویٰ کرنے اور فقہ کو قرآن و حدیث کے خلاف قرار دینے والے غیر مقلدین نے اسے شرعی مآخذ کی فہرست میں شامل کیا، اختصار کے لئے یہاں صرف ان مآخذ کی فہرست ذکر کی جاتی ہے۔

غیر مقلد عالم عمران الیوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ”فقہ کے اساسی مآخذ دو ہیں،

1) قرآن (2) سنت

اور ذیلی مآخذ نو ہیں: 1) اجماع (2) اقوال صحابہ (3) قیاس

4) استحسان (5) استصحاب (6) مصالحِ مرسلہ (7) سد ذرائع

8) عرف (9) پہلی شریعتوں کے احکام‘

(فقہ الحدیث ج 1، ص 53)

غیر مقلدین کے پاس یہ نو (9) شرعی مآخذ مسلمہ ہیں، لیکن حدیث پر عمل کی

دعوت کے وقت ان باتوں کو چھپا دیا جاتا ہے؛ تاکہ صحیح حدیث پر عمل کی زبانی دعوت دینے میں آسانی ہو۔

### غیر مقلدین اور تقلید

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ غیر مقلدین تقلید کا انکار کرتے ہیں، تقلید کو گمراہی اور مقلدین کو گمراہ کہتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں، تقلید کرنے والوں کو باطل پرست قرار دیتے ہیں اور ان پر الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ کسی امام کی اطاعت کرتے ہیں، قرآن و حدیث پر عمل نہیں کرتے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید اور اتباع کو چھوڑ کر ائمہ کی بات پر بھروسہ کرتے ہیں۔

دوسری طرف انہی غیر مقلدین نے تقلید کو قبول کیا، اس کو جائز قرار دیا اور کہا کہ ایسی کوئی بات کہنی ہی نہیں چاہیے جس کو پہلے کسی امام نے نہ کہا ہو جیسا کہ غیر مقلدین کے مقتدی و پیشوا علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے لکھا ہے:

وكل قول ينفراد به المتأخر عن المتقدمين ولم يسبقه اليه احد منهم فانه يكون خطأ كما قال الامام احمد بن حنبل اياك ان تتكلم في مسألة ليس لك فيها امام.

ترجمہ: ہر وہ بات جس کو کہہ کر بعد والا شخص پہلے والوں سے علاحدہ ہو کر تنہا رہ جائے یقیناً وہ غلط ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: کسی ایسے مسئلہ میں بات کرنے سے بچو جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

(مجموع الفتاوی، کتاب الفقہ، باب نواقض الوضوء)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ امام کا ہونا ضروری ہے، امام کے بغیر مسائل میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے بعض علماء کے حوالہ سے لکھا:

ان مثل هذه المسائل الاجتهادية لا تنكر باليد وليس لاحد ان يلزم الناس باتباعه فيها ولكن يتكلم فيها بالحجج العلمية فمن تبين له صحة احد القولين تبعه ومن قلد اهل القول الاخر فلا انكار عليه.

ترجمہ: اس جیسے اجتہادی مسائل کا انکار ہاتھ کے ذریعہ نہ کیا جائے اور کسی شخص کے لئے درست نہیں کہ وہ لوگوں کے لئے ان مسائل میں اپنی اتباع کو ضروری قرار دے لیکن وہ مسائل میں علمی دلائل سے بات کرے، پھر جس شخص کے لئے دو باتوں میں سے کوئی ایک بات کا صحیح ہونا واضح ہو جائے وہ اس کی اتباع کرے اور جو شخص دوسری بات کہنے والوں کی تقلید کرے اس پر انکار نہ کیا جائے۔

(مجموع الفتاویٰ، باب الشركة)

لیکن غیر مقلدین علامہ ابن تیمیہ کی اس نصیحت کے خلاف کرتے ہیں اور کسی امام کی بات ماننے والوں کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں۔  
غیر مقلدین اگر تقلید نہیں کرتے تو کم از کم انہیں تقلید کو گمراہی اور تقلید کرنے والوں کو گمراہ نہیں کہنا چاہئے۔

یہی نہیں بلکہ غیر مقلدین نے ضرورت کے وقت تقلید کو جائز و درست کہا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن آل شیخ (متوفی 1293ھ)، جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پرپوتے ہیں نے لکھا ہے:

والتقليد ليس بواجب بل غاية ان يسوغ عند الحاجة وقد قرر بعض مشائخ الاسلام ان الشرائع لا تلزم الا بعد البلوغ وقيام الحجة ولا يحل لأحد ان يكفر او يفسق بمجرد مخالفة للرأى والمذهب.

ترجمہ: تقلید واجب نہیں ہے؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ تقلید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بعض علماء نے کہا کہ آدمی کے بالغ ہونے اور اُس کے لئے دلیل قائم ہونے کے بعد ہی

شریعت لازم ہوتی ہے اور کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ رائے اور مسلک کی مخالفت کی بنیاد پر کافر کہے یا فسق کہے۔

(عیون الرسائل والاجوبۃ علی المسائل، رسالۃ الرد علی الصحاف)

اس میں غیر مقلدین کے لئے پیغام ہے کہ وہ مقلدین کو تقلید کرنے کی وجہ سے نہ گمراہ کہیں نہ گنہگار کہیں کیونکہ تقلید خود غیر مقلدین کے پاس بھی ضرورت کے وقت جائز ہے۔

ایک غیر مقلد عالم نے کچھ مالکی علماء کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

وتقلید هؤلاء انما یسوغ عند الحاجة .

ترجمہ: ان علماء کی تقلید ضرورت کے وقت درست ہے۔

(مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ، الجزء الثالث، الرسالۃ السادسة والسبعون)

اس طرح غیر مقلد علماء نے تقلید کو جائز و درست کہا حالانکہ لفظ تقلید نہ قرآن کریم

میں ہے نہ حدیث شریف میں، اور جو بات قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ بدعت ہے اس کے باوجود غیر مقلد علماء نے تقلید کی ضرورت محسوس کی اور اس کو لفظ تقلید سے ہی تعبیر کیا۔

غیر مقلد علماء کی عبارتوں سے یہ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ میں بات کرنے کے لئے امام کا

ہونا ضروری ہے، کوئی شخص کسی کی تقلید کرے تو اس کو برا نہ سمجھا جائے، رائے کے اختلاف کی

بنیاد پر کافر یا گمراہ نہ کہا جائے اور ضرورت کے وقت تقلید کرنا جائز و درست ہے، غیر مقلد علماء

کی ان عبارتوں میں غیر مقلدین کے لئے مسیح اور پیغام ہے۔

غیر مقلد اصحاب کے لئے دعوتِ فکر

جب غیر مقلد اہل علم نے احکام و مسائل میں صحیح حدیث پر عمل کرنے کے ساتھ

ضعیف احادیث پر عمل کیا اور ضعیف حدیث پر عمل کی صورت میں تقویت کے لئے قیاس

سے مدد لی، ضرورت کے وقت تقلید کو قبول کیا، اجماع کو دلیل تسلیم کیا، اقوال صحابہ کو بطور

حجت پیش کیا، استحسان کو دلیل قرار دیا، استصحاب کو معتبر جانا، مصالحِ مرسلہ سے احتجاج

کیا، سد ذرائع کو شرعی ماخذ گردانا، احکام میں عرف کا اعتبار کیا، سابقہ شریعتوں کے احکام سے بھی حکم ثابت کیا تو غیر مقلد افراد جانبداری کو چھوڑ کر غور فرمائیں کہ چارائِمہ مجتہدین کے ماننے والوں کے درمیان اور غیر مقلدین کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس سلسلہ میں غیر مقلد بھائی مثبت انداز میں غور کریں، یہ ان کے لئے لمحہ فکرم ہے، یہ سوال یقیناً ان حضرات کے لئے قابل غور ہے کہ کیا یہ بات حقیقت سے دور نہیں کہ غیر مقلدین کے پاس صرف صحیح حدیث پر عمل کیا جاتا ہے؟ جب کہ تمام شرعی دلائل و آخذ برابر اور یکساں ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ہم مقلدین نے دو صدی ہجری کے اندر کے چارائِمہ میں سے کسی امام کی تقلید کی اور غیر مقلد اہل علم نے تقلید کا انکار کیا، اگر انصاف کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ اعلیٰ درجہ کی فقہی بصیرت رکھنے والے اُن چارائِمہ کی قرآن فہمی، حدیث دانی، قیاس و استحسان پر ملکہ غیر معمولی اور خدا داد تھا، سد ذرائع اور مصالح مرسلہ پر اُن حضرات کی نظر نہایت گہری اور اہمیت کی حامل تھی اور ہے جب کہ تیرا سو یا چودہ سو سال بعد والے آج کے کسی عالم کا مبلغ علم اُن حضرات کے علم سے بہت کم ہے، جب انہی شرعی دلائل و آخذ کی بنیاد پر عمل کرنا ٹھہرا تو اُن چارائِمہ کی سمجھ بوجھ پر اعتماد ہی صحیح فیصلہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب کو صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور ائمہ اعلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہی کے راستہ سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆ ختم شب ☆

## مصادر و مراجع

سن وفات / مطبع	مصنف	کتاب
متوفی 241ھ تحقیق شعیب الأروؤوط عادل مرشد و دیگر مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول	أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ	مسند الإمام أحمد بن حنبل
متوفی 256ھ	امام أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	صحیح البخاری
متوفی 273ھ	امام أبو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابن ماجہ
متوفی 275ھ	أبو داود سليمان بن أشعث بختانی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابی داود
متوفی 275ھ / مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول	أبو داود سليمان بن أشعث بختانی رحمۃ اللہ علیہ	مرا سیل ابی داود
متوفی 279ھ	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	جامع الترمذی
متوفی 303ھ	أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب نسائی رحمۃ اللہ علیہ	سنن النسائی
متوفی 327ھ / مطابع الحمصی، طبع اول	أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن أبی حاتم رحمۃ اللہ علیہ	علل الحدیث
متوفی 365ھ، الکتب العلمیہ - بیروت - لبنان، طبع اول	أبو أحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ	اکامل فی ضعفاء الرجال
متوفی 458ھ / مکتبۃ الرشید للنشر والتوزیع بالریاض، طبع اول	أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	شعب الایمان
متوفی 458ھ / جامعۃ الدراسات الإسلامیہ، کراچی، طبع اول	أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	السنن الصغیر
متوفی 458ھ / دار الکتب العلمیہ، بیروت - لبنان، طبع سوم	أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	السنن الکبری
متوفی 463ھ / دار الکتب العلمیہ - بیروت، طبع اول	أبو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ	الاستذکار
متوفی 463ھ / وزارة علوم الأوقاف والشؤون الإسلامیہ - المغرب، سن طباعت 1387ھ	أبو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ	اتمهید لما فی الموطامن المعانی والمسانید

العلل المتناهيۃ فی الاحاديث الواهيۃ	جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي ابن جوزي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 597ھ / دار إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، طبع دوم
خلاصة الاحكام فی صهمات السنن وقواعد الاسلام	أبو بكر ياجي الدين يحيى بن شرف نووي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 676ھ / مؤسسۃ الرسالۃ، بيروت، طبع اول
المجموع شرح المصذب	أبو بكر ياجي الدين يحيى بن شرف نووي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 676ھ / دار الفكر
مجموع الفتاوى	أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن تيمية حرانی	متوفی 728ھ / مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، سن طباعت 1416ھ / 1995ء
شرح المصنوع المسمی باكشف عن حقائق السنن	شرف الدين الحسين بن عبد اللہ طیبی	متوفی 743ھ، مکتبۃ نزار مصطفی الباز مکتبۃ المکرمة - الرياض، طبع اول
تنقيح التحقيق فی احاديث التعلیق	شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي حنبلي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 744ھ / أضواء السلف، الرياض، طبع اول
تنقيح التحقيق فی احاديث التعلیق	شمس الدين أبو عبد اللہ محمد بن أحمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 748ھ / دار الوطن - الرياض، طبع اول
فتح الباری شرح صحیح البخاری	زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب حنبلي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 795ھ / مکتبۃ الغرباء الأثرية - المدينة النبوية، طبع اول
خلاصة البدر المنير	ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 804ھ / مکتبۃ الرشيد للنشر والتوزيع، طبع اول
البدر المنير	ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 804ھ / دار الحجر للنشر والتوزيع - الرياض - السعودية، طبع اول
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن شمس رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 807ھ / مکتبۃ القدسي، القاهرة، سن طباعت 1414ھ - 1994ء
بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث	نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن شمس رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 807ھ / مرکز خدمة السنن والسيرۃ النبوية - المدينة المنورة، طبع اول
مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه	أبو العباس أحمد بن أبي بكر بوسري رحمۃ اللہ علیہ	متوفی 840ھ / دار العربية - بيروت، طبع دوم

متوفی 840ھ / دارالوطن للنشر، الرياض، طبع اول	أبو العباس أحمد بن أبي بكر بصيرى رحمته الله عليه	اتحاف الخيرة المهرية بزوائد المسانيد العشرة
متوفی 852ھ / دار المعرفه - بيروت	شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني رحمته الله عليه	فتح الباری شرح صحیح البخاری
متوفی 852ھ / دار اسواء السلف رياض، طبع اول	شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني رحمته الله عليه	التلخيص الحبير
متوفی 852ھ / دار الفلق - الرياض، طبع هفتم	شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني رحمته الله عليه	بلوغ المرام من ادلة الاحكام
متوفی 855ھ / مکتبه الرشيد، الرياض، طبع اول	بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد عيني رحمته الله عليه	شرح سنن ابى داود
متوفی 1014ھ / دار الفكر، بيروت - لبنان، طبع اول	أبو الحسن نور الدين علي بن سلطان القارى رحمته الله عليه	مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح
متوفی 1031ھ / مکتبه الإمام الشافعي، الرياض، طبع سوم	محمد عبدالرؤف بن علي منادى	التيسير بشرح الجامع الصغير
متوفی 1138ھ / دار الفكر، طبع دوم	نور الدين أبو الحسن محمد بن عبد الهادي سندی رحمته الله عليه	حاشية السندی علی سنن ابن ماجه
متوفی 1182ھ / دار الحدیث	أبو إبراهيم محمد بن إسماعيل صنعاني	سبل السلام
متوفی 1250ھ / دار الحدیث مصر، طبع اول	قاضي محمد بن علي شوکانی	نیل الاوطار
متوفی 1293ھ / مکتبه الرشيد، الرياض، طبع اول	عبد اللطيف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوهاب آل الشيخ	عيون الرسائل والاجوبة على المسائل
متوفی 1293ھ / دار العاصمة، الرياض، طبع اول	عبد اللطيف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوهاب آل الشيخ	مجموعة الرسائل والمسائل النجدية
متوفی 1336ھ / مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامية، طبع سوم	امام حافظ محمد انوار الله فاروقى باني جامعہ نظامية رحمته الله عليه	هذه هي الفقه
متوفی 1353ھ / دار الكتب العلمية - بيروت	أبو العلاء محمد عبدالرحمن بن عبد الرحيم مبارکپوری	تحفة الأحمدي بشرح جامع الترمذی
متوفی 1420ھ / بعناية الشويعر	شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	فتاوی نور علی الدرب
متوفی 1420ھ	شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مجموع فتاوی ابن باز



ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل	شیخ محمد ناصر الدین ألبانی	متوفی 1420ھ، المکتبہ الإسلامیہ - بیروت، طبع دوم
سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضووعۃ واثرباکیء فی الامتہ	شیخ محمد ناصر الدین ألبانی	متوفی 1420ھ، دارالمعارف، الریاض، طبع اول
تہام المدینہ فی العلین علی فقہ السنۃ	شیخ محمد ناصر الدین ألبانی	متوفی 1420ھ، دارالریایۃ، طبع پنجم
ضعیف ابی داود - الام	شیخ محمد ناصر الدین ألبانی	متوفی 1420ھ، رمؤ سستہ غراس للنشر والتوزیع - الکویت، طبع اول
مجموع فتاویٰ ورسائل التعمیمین	شیخ محمد بن صالح العثیمین	متوفی 1421ھ، دارالحدیث، مصر، طبع اول
فتاویٰ ارکان الاسلام	شیخ محمد بن صالح العثیمین	متوفی 1421ھ، دارالشریاء للنشر والتوزیع، الریاض، طبع اول
تیس رکعات تراویح، تحقیق و تجزیہ	مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دام فیضہ، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ	معاصر ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، طبع سوم
100 مشہور ضعیف احادیث مترجم	احسان بن محمد عینی	معاصر فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور، اشاعت 2005
فقہ الحدیث	عمران ایوب لاہوری	معاصر فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور، اشاعت 2004
موقع الاسلام سوال و جواب، عربی ڈی پارٹمنٹ،	زیگرانی شیخ محمد صالح منجد	معاصر نقل کردہ: 6 ذی القعدۃ 1430ھ، 15 نومبر 2009ء
فتاویٰ اللجئیۃ الدائمۃ، المجموعۃ الاولی،	اللجئیۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء	رئاستہ إدارۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء، الإدارۃ العلمیۃ للطبع - الریاض

حقیقت یہ ہے کہ فقہ حنفی صحیح احادیث کے مطابق ہے جیسا کہ  
شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ کے مخالف ہیں دراصل اُن  
احادیث صحیحہ کے موافق ہیں جو امام بخاری وغیرہ متاخرین کو نہیں  
پہونچیں، پہونچیں بھی تو ضعیف بن کر۔ اُن حضرات کے زمانہ میں وہ  
سب صحیح اور واجب العمل تھیں۔ غرضکہ بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صحیح  
بنانے والے حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابق احادیث کہہ رہے ہیں تو  
بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والوں کو اس بات کا ظن غالب ہونا ضرور ہے  
کہ فقہ حنفیہ واجب العمل ہے۔ (ہقیقۃ الفقہ، ج 2، ص 79/80)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل کی بنیاد صحیح احادیث ہیں اس  
لئے کہ آپ کا زمانہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہے جبکہ امام احمد  
رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تھیں جیسا کہ حضرت شیخ  
الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے لکھا:  
اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں تحقیق حدیث خوب ہوئی،  
مگر باقتضائے زمانہ اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردست چھ لاکھ سے  
زیادہ حدیثیں جن کی صحت امام احمد کے نزدیک مسلم تھی، ضعیف  
ہو گئیں۔ (ہقیقۃ الفقہ، ج 2، ص 211)

## مصنف کی دیگر کتب

- شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مقام
- فروغ امن میں شیخ الاسلام کا کردار
- خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان؛ اسباب و تدارک
- ایک مجلس میں تین طلاق